سوانح حیات

برکۃ العصر عالم ربانی

حضرت اقدس مولانا عبدالقادر بن محمد متقی صاحب

مہاجر مدنی حفظهم الله ورعاهم

(تلمیذ رشید حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری وحافظ العصر مولانا عبداللہ درخواستی) رحمہم اللہ

(خلیفہ مجاز حضرت مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ وشیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب) دامت برکاتہم

اس کتاب میں حضرت مولانا عبدالقادر صاحب مہاجر مدنی حفظہ اللہ کے حالات زندگی جمع کیے گئے ہیں جن کا مطالعہ علم وعمل کا جذبہ، اتباع سنت کا شوق اور صحبت اہل حق کی قدر واہمیت کا ایک احساس تازہ عطا کرتا ہے۔

جامع ومرتب

أبو سهل محمد سعد بن رحمت الله عفا الله عنهم

دار الكتاب النادر للطباعة والنشر

سوانح حیات

برکۃ العصر عالم ربانی فقیہ الامت

حضرت اقدس مولانا عبد القادر بن محمد متقی صاحب مہاجر مدنی حفظہم اللہ

(تلمیذ رشید حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری وحافظ العصر مولانا عبد اللہ درخواستی)
رحمہم اللہ

(خلیفہ مجاز حضرت مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ وشیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب)
دامت برکاتہم

اس کتاب میں حضرت مولانا عبد القادر صاحب مہاجر مدنی حفظہ اللہ کے حالاتِ زندگی جمع کیے گئے ہیں جن کا مطالعہ علم و عمل کا جذبہ، اتباعِ سنت کا شوق اور صحبت اہل حق کی قدر واہمیت کا ایک احساسِ تازہ عطا کرتا ہے

جامع و مرتب

ابو سہل محمد سعد بن رحمت اللہ عفا اللہ عنہم

دار الکتاب النادر للنشر والتوزیع

الطبعة الأولى

١٤٤١ هـ - ٢٠١٩ م

دار الكتاب النادر للنشر والتوزيع
كراتشي- باكستان
يطلب الكتاب منها على العنوان التالي
البريد الالكتروني: darnadir١٢٣@gmail.com

سوانح حیات

برکۃ العصر عالم ربانی فقیہ الامت

حضرت اقدس مولانا عبد القادر بن محمد متقی صاحب مہاجر مدنی حفظہم اللہ

(تلمیذ رشید حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری وحافظ العصر مولانا عبد اللہ درخواستی) رحمہم اللہ

(خلیفہ مجاز حضرت مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ وشیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب) دامت برکاتہم

اس کتاب میں حضرت مولانا عبد القادر صاحب مہاجر مدنی حفظہ اللہ کے حالاتِ زندگی جمع کیے گئے ہیں جن کا مطالعہ علم وعمل کا جذبہ، اتباعِ سنت کا شوق اور صحبت اہل حق کی قدر واہمیت کا ایک احساسِ تازہ عطا کرتا ہے

جامع ومرتب

ابو سہل محمد سعد بن رحمت اللہ عفا اللہ عنہم

دار الکتاب النادر للنشر والتوزیع

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

عرض مرتب

برکۃ العصر عالم ربانی حضرت مولانا عبد القادر بن محمد متقی صاحب مہاجر مدنی حفظہ اللہ ورعاہ کی "شرح مشکاۃ" کے قلمی نسخہ کو طبع کرنے کا جب بندے نے ارادہ کیا تو دل میں یہ خیال آیا کہ ابتدا میں حضرت کے کچھ حالات زندگی تحریر کر دیے جائیں، اہل اللہ کے حالاتِ زندگی جن بے شمار فوائد کے حامل ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں پھر ایک طالبعلم پر اسکے شیخ کا حق ہے کہ وہ اسکی سوانح کو جمع کرے جیسا کہ شامی محقق عالم شیخ صفوان داوودی حفظہ اللہ اپنی کتاب "معجم الشیوخ" میں تحریر فرماتے ہیں: «فمن حق الأستاذ على تلميذه كتابة ترجمة له، ومن العقوق الخفي ترك ذلك، لأن بذكر الترجمة تحيي معلومات نفيسة دقيقة وبتركها تضيع معلومات كثيرة»۔

چنانچہ اسی نیت سے حضرت والا دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور آپ سے پوچھ پوچھ کر آپکی زندگی کے گزرے ہوئے لمحات وواقعات قلم بند کرتا رہا۔

پہلے ارادہ یہی تھا کہ اسی پر اکتفاء کیا جائے گا اور " آپ بیتی" کے نام سے اس کی اشاعت کر دی جائے گی، مگر "تتنزل الرحمہ بذکر الصالحین" کا اثر کہیے کہ جو جو حالات جمع ہونے لگے عجب جوش وشوق سے ملی جلی کیفیت پیدا ہونے لگی، دل میں داعیہ پیدا ہونے لگا کہ حضرت کے واقعات وکرامات جو حضرت کے عشاق کے پاس محفوظ ہیں انکو بھی قارئین کی امانت سمجھ کر محفوظ کیا جائے۔

بندہ شکر گذار ہے ان تمام مشائخ کا جنہوں نے حضرت دامت برکاتہم العالیہ کے حالات مبارکہ سے متعلق قیمتی مضامین تحریر فرما کر ارسال فرمائیں اور ان احباب کا بھی جنہوں نے قیمتی معلومات فراہم کی۔

شکر گذار ہوں اپنے دوست مولوی یوسف اجمل اور اپنے بیٹے محمد سہل زید مجد ہما کا جنہوں نے اس مبارک عمل میں میری مدد کی جزاہما اللہ خیرا۔ آمین

آخر میں حضرت دامت برکاتہم العالیہ کی مرویات واسانید کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے، اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرماوے عزیزم حذیفہ محمد رحیم سلمہ کو جنہوں نے اس کی کمپوزنگ اور تصحیح میں میری مدد کی۔

اب یہ قیمتی مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں "سوانح حیات" کے نام سے پیش خدمت ہے۔

اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ہمارے حضرت والا کا سایہ عاطفت ہم پر سلامت رکھے، آپکے وجود با مسعود سے امت مسلمہ کو خوب مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس کتاب کو ہمارے حضرت دامت برکاتہم کیلئے، راقم کیلئے صدقہ جاریہ بنائے اور ہر مسلمان کیلئے اسکو نافع بنائے۔ آمین

مرتب

آبو سہل محمد سعد رحمت اللہ عفی عنہما

مدینہ منورۃ

علی صاحبہا ازکی الصلوات واتم التسلیمات

٦/٦/١٤٤٠ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب مہاجر مدنی حفظہ اللہ

کے حالات زندگی انکی زبانی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم، وعلی آلہ وصحبہ وازواجہ، ومن تبعہ باحسان الی یوم الدین۔

نام ونسب

عبد القادر محمد متقی عفا اللہ عنہما وآبائہما۔

ولادت

بندہ حسب تحریر اباجی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ ۱۶ ربیع الأول ۱۳۵۷ھ = اپریل ۱۹۳۹م بمقام شَیدانی تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں کا مولود ہے، اباجی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ نے بندے کی تاریخِ ولادت کے ساتھ دو تین سطریں دعائیہ کلمات کی لکھیں، جن کی قبولیت کے ثمرات زندگی بھر دیکھے اور دیکھ رہا ہوں۔

حالاتِ والد صاحب رحمہ اللہ

حضرت والد صاحب کا اصل نام محمد بخش تھا، بچپن سے چونکہ نیک اور پرہیز گار تھے، اس لیے بعض بزرگوں نے والد صاحب کو متقی کا لقب دیا تھا، والد صاحب نے اسی سے پہلے لفظ "محمد" کا اضافہ کر لیا، اور اپنا نام محمد متقی رکھ لیا، اور یہی نام معروف ہو گیا،

اصل نام کوئی جانتا نہیں تھا، سب یہی نام جانتے تھے، اباجی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۵ھ کو چاچڑاں شریف میں مولود ہوئے۔

۱۲ سال کے تھے کہ بہ قضاء الٰہی ایک دن ابا جان اور دوسرے روز اماں جان فوت ہو گئیں، ایک چھوٹا بھائی احمد بخش اور بہن سکینہ تھی، ننھیال شیدانی شریف منتقل ہو کر تعلیم وتربیت

پائی، نانانانی رحمھما اللہ اس وقت حیات تھے، کچھ عرصے بعد بقضاء الٰہی دونوں بھائی بہن بھی فوت ہو گئے، رحمھما اللہ تعالی، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔

والد صاحب اکیلے بچ گئے، اس عمر میں حالات کے مطابق پانچ جماعتیں پڑھیں، اور پھر عرض نویسی کا کام سیکھنے کے لیے ایک عرض نویس کے پاس رہے، جن کا نام نور محمد تھا، خیر پور ٹامی والی میں رہتے تھے، تقریبا سترہ اٹھارہ سال کی عمر ہو گئی تھی، وہی کام سیکھتے تھے کہ دل میں ایک داعیہ پیدا ہوا نہ باپ ہے نہ ماں، نہ بھائی ہے نہ بہن، تنہا ہوں کیوں نہ مدینہ منورہ چلا جاؤں، چنانچہ نانانانی کو خط لکھا کہ میں مکہ مدینہ جا رہا ہوں، میرے آنے کا انتظار مت کرنا۔

اب نانی بی ان کی یاد میں روتی تھیں کہ یتیم بچہ تھا، بیٹی کی یادگار تھا، پالا سنبھالا تھا، ابا جی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے باپ دادا کی کتابیں بیٹھ کر صاف کرتی رہتی اور روتے روتے یہ کہتی جاتی: بی بی کتابو دعا کرو تمھارا سائیں آجائے۔

ابا جی جب سفر ہجرت کے لیے تیار ہوئے فرمایا کہ ہم نے سنا تھا کہ اجمیر شریف میں ایک بزرگ ہیں، وہ تعویذ دیتے ہیں جو ٹکٹ کا کام کرتا ہے، جس سے آدمی مکہ مدینہ بہ آسانی پہنچ جاتا ہے، بس وہاں سے اجمیر شریف چلے گئے[1]، اور وہ تعویذ بھی حاصل کر لیا، خیال تھا کہ بس اب صبح روانہ ہو جاؤں گا کہ رات کو سوتے سوتے خیال آیا کہ ارے! وہاں تو سارے عرب ہوں گے، میں نے تو عربی پڑھی ہی نہیں، کیوں نہ کچھ عربی سیکھ لوں، (فرماتے تھے کہ اگر مجھے پتا ہوتا کہ ہمارے علاقے کے لوگ وہاں مدینے پاک میں بہت ہیں، تو میں نہ رکتا، آجاتا)۔

---

(۱) اس وقت ہند وپاک ایک ہی تھا، پاکستان نہیں بنا تھا، لہذا آنا جانا کوئی مشکل نہیں تھا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں

ان دنوں وہاں ایک عالم آئے ہوئے تھے، ان سے گزارش کی کہ میں اس طرح عربی پڑھنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا کہ میں مظاہر علوم سہارنپور سے فارغ ہوں، میں استادوں کے پاس خط لکھ دیتا ہوں، وہ تمہارا انتظام کر دیں گے، (جس جگہ وہ عرضی نویسی کا کام سیکھتے تھے، وہاں مفتی واحد بخش صاحب[۲] رحمۃ اللہ علیہ پڑھاتے تھے، ان کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے تھے، ان سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر واذکار، اور ملفوظات سنتے تھے، غرض تھانہ بھون کا نام کانوں میں پڑا ہوا تھا)، والد صاحب نے ان عالم صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میں تھانہ بھون نہ چلا جاؤں؟ انہوں نے عجیب انداز میں فرمایا کہ: ارے! تھانہ بھون! تھانہ بھون میں تو نور برستا ہے، پھر شوق یہی ہو گیا کہ میں تھانہ بھون چلا جاؤں، چنانچہ تھانہ بھون پہنچا، مسجد میں نفل ادا کیے، ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی، ان سے اپنا تذکرہ کیا، انہوں نے فرمایا: کہ دیکھو، یہاں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والوں کو کھانا اور رہائش نہیں ملتی، پڑھائی کی کوئی مشکل نہیں، پڑھائی میں داخلہ مل جائے گا، فلاں مسجد میں مؤذن کی جگہ خالی ہے، وہاں تمہیں مؤذن رکھوا دیتا ہوں، وہاں رہائش اور کھانے کا انتظام ہو جائے گا، بس فلاں وقت حضرت تھانوی کی مجلس ہوتی ہے، وہاں پہنچ جانا، جب مجلس ختم ہو تو مصافحہ کرنا، تعارف میں ان سے عرض کر دینا کہ میں پڑھنے کے لیے آیا ہوں، میری رہائش اور کھانے وغیرہ کا انتظام فلاں مسجد میں ہو چکا ہے، بس مجھے داخل فرمالیں، اور پڑھنے کی اجازت دے دیں، چنانچہ داخلہ ہو گیا۔

(۲) یہ حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے، بعد میں حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کے والد صاحب ان سے بیعت ہوئے اور خلافت بھی پائی اور انہی کی صاحبزادی سے حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کا نکاح ہوا۔ اَبو سہل

ایک دفعہ طالب علموں کے اندر یہ بات چیت ہوئی کہ بہاول پور کے ایک بزرگ آئے ہیں، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں، آؤ چلیں ان سے ملاقات کر کے آتے ہیں، وہاں پہنچا تو وہ حضرت مفتی واحد بخش صاحب رحمہ اللہ تھے، ان کے کانوں میں یہ بات پڑ چکی تھی کہ وہ لڑکا مکہ مدینہ کے شوق میں مسافر ہے، (وہ اباجی کو منشی جی کہتے تھے)، مفتی صاحب نے پوچھا: منشی جی، آپ یہاں کیسے آ گئے؟ اباجی نے سارا قصہ سنایا، انہوں نے واپس آ کر منشی نور محمد صاحب(۳) کو بتلایا کہ تمہارا شاگرد تھانہ بھون پہنچا ہوا ہے، انہوں نے ماموں صاحبان وغیرہ کو خط لکھ دیا۔

وہاں ایک اُستاذ تھے محمد شاہ سید پوری فاضل دارالعلوم دیوبند تھے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت تھانوی صاحب شریعت کے بڑے پابند ہیں، میں اس کے حالات سے متعلق ان کو خط لکھ دیتا ہوں کہ اس کے ذمے حقوق ہیں، والدین کی وراثت کے، چچا کی لڑکی کے جو اس کی منگیتر ہے، وہ حقوق ادا کیے بغیر شرعی طور پر کہیں نہیں جا سکتا، وہ اس کو واپس بھیج دیں گے، اس طرح انہوں نے خط لکھا تو حضرت تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے والد صاحب کو بلایا، حالات کی تصدیق ہوئی، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے پیار و محبت کے ساتھ سمجھایا کہ تم کہیں سفر نہیں کر سکتے جب تک یہ حقوق ادا نہ ہو جائیں، اس پر والد صاحب رحمہ اللہ نے ماموں صاحبان کو خط لکھا کہ میں آنا چاہتا ہوں، میرے پاس پیسے نہیں ہیں، کرائے کے پیسے بھیجو، نانی اماں نے فرمایا کہ نہیں پیسے نہ بھیجو، جا کر خود لے آؤ، اس کے ہاتھ پیسے آ جائیں گے، وہ کہیں اور چلا جائے گا، چنانچہ پھر حکیم احمد یار صاحب(۴) گئے، اور والد صاحب کو لے آئے، گھر آتے ہی چچا محمد اعظم کی چھوٹی بیٹی سے شادی کر دی گئی، والد صاحب سے نانا ابو نے فرمایا کہ: « دیکھو، ہم تمہیں پڑھنے سے نہیں روکتے، یہاں

(۳) یہ اباجی رحمہ اللہ کے وہی اُستاذ تھے جن سے عرض نویسی سیکھتے تھے۔
(۴) یہ اباجی کے ماموں تھے۔

عالم موجود ہیں، اور بچے بھی پڑھتے ہیں، جب تک تم پڑھتے رہو گے، تمہارا اور تمہاری بیوی کا خرچہ ہمارے ذمے رہے گا»۔ اس طرح والد صاحب نے تعلیم حاصل کی۔ کوریجی صاحبان کے استاذ حضرت مولانا محمد شاہ صاحب سید پوری[۵] (فاضل دارالعلوم دیوبند، تلمیذ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) سے اباجی نے پڑھنا شروع کیا، مشکاۃ شریف تک تعلیم حاصل کی، اس زمانے کی تعلیم راسخ ہوتی تھی، صرف پڑھایا نہیں جاتا تھا، گھول کر پلایا جاتا تھا۔

حضرت مفتی واحد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق برقرار رہا، اباجی مرحوم حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ سے بیعت ہوئے، اور حضرت مفتی صاحب سے مجاز ہوئے، جامع مسجد شیدانی کے امام تھے، فجر کے بعد بیان القرآن سے درسِ قرآن، اشعۃ اللمعات ج۴ کتاب الآداب سے درسِ حدیث، نزہۃ البساتین سے حکایات الأولیاء[٦] کا بیان دیتے تھے، ۱۳۷۱ھ ۴۶ سالہ عمر میں حج کیا، ۱۳۷۷ھ ۵۲ سالہ عمر میں وفات پائی، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ، ثم رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔

اولاد

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چار بیٹے تھے، رشید احمد، ظفر احمد، عبد القادر اور حافظ محمد اطہر اور ایک بیٹی تھی۔

---

(۵) جنکا ذکر پہلا گزر چکا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا تھا کہ ان کے ذمے حقوق ہیں لہذا انکو واپس بھیجا جائے۔ ابو سہل

(٦) حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم بھی اپنے اسباق میں طلبہ کے ذہن میں یہی راسخ کرنے کی سعی فرماتے کہ ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم ۱- کتاب اللہ، ۲- سنت رسول اللہ ﷺ، اور ۳- رجال اللہ سے جڑے رہیں، حضرت استاذ صاحب اکابر دیوبند رحمھم اللہ کے تقوی، توکل اور اتباع سنت وغیرہ کے واقعات بکثرت سناتے، فرماتے: ہمارے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے قدم بہ قدم ہیں، فرماتے: پہلے ہم تقلیداً دیوبندی تھے اب ہم تحقیقاً دیوبندی ہیں۔ ابو سہل

بڑے بیٹے اور بیٹی کی اولاد دیکھی تھی، ظفر احمد صاحب لاولد فوت ہوئے، رشید احمد صاحب نے پوتوں نواسوں اور بیٹے کے نواسوں کو دیکھا، عبد القادر نے پوتوں نواسوں کو دیکھا(۷) اور اب مدینہ منورہ میں حسن خاتمہ کے انتظار میں ہیں، اللہ پاک نصیب فرمائے، چھوٹے بھائی حافظ محمد اطہر سلمہ کا ماشاء اللہ پورا کنبہ مدینہ منورہ میں ہے، اور پوتوں نواسوں سلمھم اللہ والا ہے، والدہ صاحبہ رحمہا اللہ تعالی نے ماشاء اللہ مدینہ منورہ میں اپنی اولاد در اولاد کو آباد وشاد دیکھا، اور اب جنۃ البقیع میں آرام فرماہیں، رحمہا اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔

والد صاحب رحمہ اللہ کی شفقتیں اور محبتیں

والد صاحب رحمہ اللہ کو باقی اولاد کی نسبت مجھ سے زیادہ محبت وپیار تھا، اپنے احباب کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ "عبد القادر نے جتنا مجھے خوش کیا ہے کسی نے نہیں کیا"۔

حبیب احمد قریشی (۸) کے والد نذیر احمد صاحب مرحوم نے بتلایا کہ مجھے بڑے بھائی مولوی محمد متقی صاحب مرحوم نے ایک دن فرمایا تھا: "نذیر احمد، میرا دل جتنا عبد القادر نے خوش کیا ہے، اتنا میرے کسی بچے نے نہیں کیا ہے"۔ رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ، ثم رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ، ثم رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔

والد صاحب رحمہ اللہ کی محبت وشفقت کا ایک اور واقعہ

ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ عید کی چھٹیوں میں ملتان سے گھر آیا، خانبیلہ پہنچا، معلوم ہوا کہ ہمشیرہ بیمار ہے، یہاں ہسپتال میں زیر علاج ہے، امی بھی یہاں ہیں، وہی اتر گیا، والد صاحب کو پتہ چلا وہ بھی آگئے، اباجی مرحوم نے فرمایا کہ عبد القادر چھٹی کے دن میرے پاس شیدانی رہے، والدہ صاحبہ

---

(۷) حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم کے ۴ بیٹے ہیں اور ۴ بیٹیاں، ۴۰ احفاد ہیں، ۱۸ پوتے پوتیاں اور ۲۲ نواسے نواسیاں ہیں۔ ماشاء اللہ تبارک اللہ۔

(۸) حضرت کے والد صاحب کے خالہ زاد بھائی کے بیٹے تھے۔

نے بولا: یہاں رہے، چناں چہ قرعہ ڈالا گیا، قرعہ امی جی کا نکلا، ابا جی خاموش ہو گئے، لیکن بندہ جاتا رہاوہ بھی آتے رہے۔

جب الوداع کرنے گیا تو ابا جی دکان[9] میں گاہکوں میں گھرے ہوئے تھے، بندے نے دکان کے نیچے سے عرض کیا، ابا جی! السلام علیکم اب جا رہا ہوں، فرمایا: "فی امان اللہ" مگر ابا جی صبح صبح خانبیلہ پہنچ گئے، اور وہاں سے خود بندے کو روانہ فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔

پھر جب ملتان دکان کا کپڑا خریدنے آئے تو فرمایا: تو تو سلام کر کے چلا آیا، میں گاہکوں میں گھرا ہوا تھا، نہ اٹھ سکا، نہ گلے مل سکا، لیکن جانے کے بعد ایک اداس بھری بھڑ اس دل میں پیدا ہوئی کہ ہائے بچے کو گلے مل کر رخصت نہ کر سکا، یہ پریشانی ساری رات رہی، حتی کہ صبح کی نماز میں آنسو آنے لگے، بس نماز پوری کر کے قرآن پاک وحدیث شریف کا درس دیے بغیر خانبیلہ پہنچا، اور تجھے روانہ کیا۔ رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔

عبد القادر تو مقام تفویض کو پہنچا ہوا ہے

جب شعبان ۱۳۷۷ھ میں سالانہ چھٹی پر گھر آیا، عرض کیا: "مخزن العلوم خان پور حضرت درخواستی[10] (رحمہ اللہ تعالی) کے ہاں دورۂ تفسیر پڑھنے جانے کا ارادہ ہے"، فرمایا: "جاؤ"، امی جی مرحومہ نے فرمایا: ایک دن رک جاؤ، میں نے تیری خاطر پیٹھ کدو رکھا ہوا ہے، حلوا بناؤں گی کھا کر جانا، ابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم جاؤ، میں جمعے کے دن حلوہ لے کر تمہیں وہاں خان پور پہنچا آؤں گا، ابا جی سے کرایہ وخرچہ لیے بغیر چل پڑا کہ ابا جی سے کچھ مانگنا چھوڑ دیا تھا، ایک دن

---

(۹) کپڑے کی دکان تھی۔

(۱۰) حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی صاحب رحمہ اللہ تعالی اپنے وقت کے عظیم محدث مفسر قرآن اور حافظ الحدیث تھے، حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم کو ان سے مسلسلات شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی اجازت بھی حاصل ہے، متوفی ۱۴۱۵ھ۔ أبو سہل

اباجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے احباب کو فرمایا کہ عبد القادر مقام تفویض کو پہنچا ہوا ہے، مجھ سے مانگتا ہی نہیں[11]۔

بعد میں اباجی کو احساس ہوا، فوراً بھائی ظفر احمد مرحوم کو خرچہ دے کر دوڑایا، وہ مجھے پیسے دے گئے، اباجی رحمہ اللہ تعالی حسب وعدہ جمعے کے دن حلوہ لائے، اتفاقاً بقضاء الٰہی عین خطبۂ جمعہ کے وقت ایک بلوچستانی طالب علم فوت ہوا، میں نے اباجی رحمہ اللہ تعالی سے عرض کیا کہ یہ شخص کس قدر خوش قسمت ہے، کہ ماہِ مبارک، جمعے کا دن اور مسافرت طالب علمی! فرمایا: ہاں بیٹا، اس رمضان میں بہت اچھی اچھی موتیں ہوئی ہیں، چند نام بتائے، اور فرمایا: جی چاہتا ہے ہماری بھی ایسی اچھی موت ہو۔

وسط رمضان مبارک میں دورۂ تفسیر مکمل ہوا، میں گھر آگیا۔

رفیق اعلی سے ملاقات کی تیاری

اباجی رحمہ اللہ نے دکان کا سالانہ حساب کیا، دکان کا مکمل کام اور نظام بھائی ظفر احمد صاحب مرحوم کو سمجھایا سکھایا، گاہکوں کی تفصیل سے نام بتائے، کہ یہ یہ اعتباری ہیں اور یہ یہ بے اعتباری ہیں اور یہ یہ متوسط ہیں، اتنی حد تک سودے بازی کرنی ہے، زیادہ نہیں۔

۲۰/ رمضان مبارک کی شام کو اعتکاف کیا، ۲۱/ کو تکلیف شروع ہوئی، اور ۲۳/ کی شب تہجد کے وقت فوت ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔

---

(۱۱) بندے نے ایک بزرگ سے سنا تھا کہ ہر سربراہ اور بڑے کو اپنے ماتحتوں اور چھوٹوں کی ضروریات کا خود احساس ہونا چاہیے، انھیں اپنی ضروریات کے اظہار اور مانگنے کا موقع ہی نہ دے، حدیث پاک میں ہے: «کلّکم راع وکلّکم مسؤول عن رعیّتہ»، تم میں سے ہر ایک نگراں ہے، اور ہر ایک سے اپنے اپنے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ از حضرت اُستاذ صاحب دام ظلہ

عزیز حافظ محمد اطہر اس وقت نو سال کا تھا، ابا جی رحمہ اللہ تعالی سے اس کے حافظ قرآن بنانے کی بندے نے اجازت لے لی تھی، بھائی ظفر احمد مرحوم نے باپ سے بڑھ کر ہماری سرپرستی فرمائی۔

میری ابتدائی تعلیم

ملتانی نو بھتی قاعدہ ابا جی رحمہ اللہ تعالی نے خود پڑھایا، قرآن مجید حافظ عبد اللہ صاحب (۱۲) مرحوم کے پاس پڑھا، اردو کی تین جماعتیں بھی پڑھیں، چوتھی اور پانچویں جماعت مدرسہ اور کافیہ تک تعلیم مدرسہ رفیق العلماء شیدانی شریف (جس میں جامعہ عباسیہ (۱۳) کا نصاب پڑھایا جاتا تھا) میں ہوئی، مولانا محمد حسین صاحب، مولانا نور احمد صاحب اور مولانا محمد فضل صاحب رحمہم اللہ سے، اور اسی مدرسے میں آٹھویں جماعت کی اردو، انگریزی اور حساب مختلف ماسٹر حضرات رحمہم اللہ سے پڑھیں۔

شرح جامی، قدوری، سراجی، شرح تہذیب وغیرہ کتب مدرسہ رفیق العلماء ترنڈہ مولویاں میں مولانا عبد الغفور رحمہ اللہ تعالی، اور مولانا رحمت اللہ مرحوم وغیرہ سے۔

اور سید حافظ عبد القدیر پانی پتی احمد پوری (۱۴) سے مشق قرآن با تجوید، اور چند سورتیں حفظ کیں، اس سے قبل ابا جی رحمہ اللہ تعالی نے شیدانی میں تجوید القرآن، حق القرآن منظوم حفظ

---

(۱۲) یہ اباجی کے شاگرد اور ہم سب بھائیوں بلکہ پورے شہر کے استاذ تھے۔

(۱۳) جامعہ عباسیہ کے دو قسم کے شعبے تھے:

۱۔ ایک رفیق العلماء کے نام سے مدارس تھے، جن میں شرح ملا جامی تک تعلیم ہوتی تھی۔

۲۔ دوسرے مدرسۂ فاضل کے نام سے مدارس تھے، جن میں مشکاۃ شریف، جلالین شریف کی تعلیم ہوتی تھی، پہلے شعبے میں اولی عالم، ثانیہ عالم، ثالثہ عالم اور رابعہ عالم، یہ چار سال کا نصاب تھا۔

(۱۴) ماشاء اللہ حضرت اس وقت بقید حیات ہیں، سید خاندان کے ہیں، پانی پتی لہجے میں سب سے پہلے ان ہی سے مشق کی تھی، سورۂ ق انہوں نے یاد کرائی، ان کے والد مولانا فتح الرحمن رحمہ اللہ تعالی سے بھی مشق قراءت کی تھی۔

کرایا تھا، اور جمال القرآن، فوائد مکیہ پڑھائی، تصحیح حروف اور تجوید کے ساتھ چند سورتوں کی مشق بھی حفظ کے ساتھ کرادی تھی۔

کنز الدقائق، اصول الشاشی اور جلالین شریف آخری ثلث مدرسہ عربیہ فاضل احمد پور شریف میں حضرت مفتی واحد بخش رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ، خلیفۂ مجاز حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ، اور مولانا محمد صادق قریشی مرحوم سے پڑھی، حضرت مولانا عبد اللہ صاحب رحمہ اللہ مدرس مدرسہ فاضل بعد العصر اپنی قیام گاہ پر محض شفقت کی بنا پر اصول تفسیر پڑھاتے اور لکھواتے تھے، اور دو سال گرمی کی چھٹیوں میں بھی نور پور بٹوانی نزد پکالاڑاں (۱۵) تحصیل لیاقت پور جاکر ان سے اور کچھ ان کے چھوٹے بھائی مولانا عبد الرحیم صاحب (۱۶) سے استفادہ کیا، جزاہم اللہ خیرا فی الدارین۔

خیر المدارس اور بقیہ تعلیم

جامعہ عباسیہ کے نصاب کے مطابق شرح جامی تک تو وہاں پڑھا، اس کے بعد دار العلوم دیوبند جانے کی تیاری کی، حضرت قاری طیب صاحب (۱۷) رحمۃ اللہ علیہ سے خط و کتابت بھی ہوئی، حضرت نے اپنا طریقہ کار بتایا، لیکن وہاں نہ جاسکا، تو جامعہ خیر المدارس میں داخلے کی کوشش کی، جامعہ عباسیہ کے استاذ مولانا عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مخالفت کی، فرمایا کہ: عبد القادر خیر المدارس میں نہ جائیں، کیوں کہ ہمارے مدرسے میں ایک ہی تو ہونہار طالب علم ہے، وہ بھی چلا جائے تو مدرسے میں کون رہے گا؟

---

(۱۵) یہ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالی کا آبائی وطن تھا۔

(۱۶) یہ اس وقت ماشاء اللہ حیات ہیں۔

(۱۷) شیخ الاسلام، حفید قاسم العلوم مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی متوفی ۱۴۰۳ھ۔ ابو سہل

وسط شوال ۱۳۷۶ھ میں حضرت مولانا غلام محمد صاحب (۱۸) مرحوم احمد پوری فاضل جامعہ خیر المدارس کے ساتھ ملتان جاکر خیر المدارس میں داخلہ لیا۔

اور ۵ سال از شعبان ۱۳۷۶ھ تا شوال ۱۳۸۱ھ وہاں شرح وقایہ، نورالانوار سے دورۂ حدیث شریف تک مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں، خیر المدارس میں جن اساتذہ سے پڑھا، استفادہ کیا، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

---

(۱۸) جو بزرگ داخلے کے لیے ہمارے ساتھ گئے تھے، وہ استاذ مولانا صدیق صاحب رحمہ اللہ کے جالندھر سے کتابوں میں ساتھی تھے، دورۂ حدیث بھی دونوں نے اکٹھے کیا تھا، پہلا کھانا ہم نے استاذ مولانا صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وہاں رات کو کھایا، پہلے سال حضرت مولانا صدیق صاحب کے پاس "الھدیۃ السعیدیۃ" اور "سلم العلوم" تھی، اس کے بعد ان کے پاس کوئی سبق نہیں تھا، لیکن حضرت کی شفقتیں اور ہمارا ان کے لیے ادب واحترام اخیر تک قائم رہا، حضرت مولانا صدیق صاحب رحمہ اللہ یہاں مدینہ منورہ تشریف لاتے، اور اعتکاف فرماتے تھے۔

سحری کا کھانا باہر جاکر کھاتے تھے، (یعنی مسجد نبوی کے صحن میں) تو میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت اگر کسی معتکف کو سحری کا کھانا حرم کے اندر ہی مل جائے، تو پھر اس کے لیے باہر جانا جائز ہوگا؟ فرمایا: نہیں، تو میں نے کہا کہ آپ کو کھانا سحری کا حرم کے اندر ہی ملے گا، بڑے خوش ہوئے، اور اس کو کئی ساتھیوں کے سامنے ظاہر فرمایا کہ عبدالقادر نے ہماری سحری کی دعوت کی۔

بہر صورت حضرت کے ساتھ تعلق رہا، اس کے بعد خیر المدارس میں دورۂ حدیث تک تعلیم حاصل کی، ہمارے خاندان میں کوئی حافظ نہیں تھا، میں نے والد صاحب سے عرض کیا تھا کہ آپ بھائی اطہر کو حفظ کروائیں، والد صاحب کا اسی رمضان میں انتقال ہوگیا، تو بھائی اطہر میرے ساتھ خیر المدارس میں چار سال تک رہا، میں پانچ سال خیر المدارس میں رہا، شرح وقایہ کی جماعت میں داخل ہوا، اور دورۂ حدیث تک پڑھا، طالب علمی کے اس پانچ سال کے عرصے میں میری کبھی غیر حاضری نہ ہوئی۔

اساتذہ کرام ۱۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب [۱۹] رحمۃ اللہ علیہ، بانی و مہتمم خیر المدارس، وخلیفۂ ارشد حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ [۲۰]۔

---

(۱۹) متوفی ۱۳۹۰ھ، حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم نے بخاری شریف حضرت مولانا خیر محمد بن الہی بخش جالندھری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھی تھی، حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند ان کی شرح بخاری مسمی "الخیر الجاری علی الجامع الصحیح للبخاری" کے مقدمہ میں موجود ہے (جسکے دو قلمی نسخیں احقر کے پاس بخط حضرت استاذ صاحب مدظلہ موجود ہیں جن میں سے ایک پر استاذ محترم کے حواشی بھی ہیں)، شرح کے مقدمے میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: يقول العبد الضعيف ...:قد حصلت لي إجازة الصحيحين والسنن الأربعة والموطئين والشمائل قراءة وسماعة وإجازة عن أستاذ الأساتذة الشيخ المعظم أستاذي مولانا محمد يسين السرهندي رحمه الله صاحب الاهتمام وشيخ الحديث ورئيس المدرسة العربية الموسومة بـإشاعة العلوم ببلدة بريلي وقد حصل له القراءة والإجازة عن شيخ الشيوخ في الزمن الحافظ للصحيح والحسن العارف بالله مولانا محمود حسن الديوبندي رحمه الله عن شمس الإسلام قاسم العلوم والحكم مولانا محمد قاسم النانوتوي...رحمهم الله تعالى[الخ]

وقد حصلت لي القراءة والسماعة والإجازة عن أستاذ الأساتذة الشيخ المعظم أستاذي مولانا محمد ياسين السرهندي رحمه الله وقد حصلت له الإجازة عن قطب الأقطاب مخزن فيوض الرحمن حضرة الشيخ مولانا فضل الرحمن الكنج مراد آبادي رحمه الله عن قدوة الأنام حجة الإسلام مولانا الشاه عبد العزيز الدهلوي رحمه الله عن أبيه العارف بالله آية من آيات الله مولانا الشاه ولي الله الدهلوي رحمه الله.

وقد حصلت لي الإجازة عن الإمام الحجة العارف بالله مجدد الملة ...الشاه محمد أشرف علي التهانوي رحمه الله عن ...الشيخ مولانا محمد يعقوب النانوتوي عن ... المحدث الكبير مولانا الشيخ عبد الغني المجددي رحمه الله

وقد حصلت لي الإجازة عن بخاري عصره ونعمان دهره زهري الهند مولانا السيد محمد أنور شاه الكشميري ثم الديوبندي رحمه الله عن .... مولانا محمود حسن الديوبندي رحمهم الله.

حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف، أبو داود شریف، نسائی شریف، سنن ابن ماجہ حضرت مولانا سلطان پشاوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھی تھی۔ از أبو سہل

(۲۰) حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات حضرت أستاذ صاحب اکثر سنایا کرتے ہیں، ایک دفعہ ذکر فرمایا کہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کی سبق کی تقریر ایسی جامع مانع ہوتی تھی کہ توجہ سے سننے والے طالبعلم کو اشکال کی گنجائش نہ ہوتی۔ =

۲۔ حضرت مفتی محمد عبد اللہ صاحب ڈیروی ملتانی (۲۱) رحمۃ اللہ علیہ، اجل و محبوب تلمیذ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

= غیر مقلدین کا ایک مدرسہ تھا جس میں ایک طالبعلم بہت سؤال کرتا تھا، سبق نہ چلنے دیتا، سب اس سے پریشان تھے کہ کسی مدرس کو نہیں چلنے دیتا، مدرسے والو کو کسی نے مشورۃ دیا کہ مولانا خیر محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کو بلالیں، وہ اس کو سنبھال لیں گیں، چنانچہ مولانا خیر محمد صاحب کو مدرس مقرر کر لیا گیا، اب جب مولانا نے پڑھانا شروع کیا تو اسنے اپنی عادت کے مطابق سؤال شروع کر دیے، مولانا نے فرمایا: دیکھو بھائی، نہ ہمارا وقت ضائع کرو اور نہ اپنا، سبق سمجھنے کی نیت سے بیٹھو، جب سبق ہو جائے تو آخر میں ہم تم کو سؤال جواب کا وقت دیں گے، اس وقت سؤال کرنا، درمیان میں نہ بولنا۔

جب سبق ہو جاتا تو حضرت اس کو فرماتے: سؤال کرلو تو اس کو ایک دو جو سؤال کرنے ہوتے وہ کرتا، اسطرح آہستہ آہستہ اسکے سوال جواب کا سلسلہ ختم ہونے لگا، اسباق چلنے لگے، کتابیں ختم ہونے لگیں، اساتذہ بھی خوش ہوگئے اور انتظامیہ بھی۔

غیر مقلد کے پیچھے نمازیں پڑھنا پھر انکا اعادہ کرنا

حضرت مولانا خیر محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) اس مدرسہ میں جس غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، ایک دفعہ عصر کی نماز کے بعد اسکے ساتھ سیر و تفریح کے لئے چلے گئے، وہاں استنجاو غیرہ سے فارغ ہوئے، جب واپس آئے مغرب کا وقت تھا، لوگوں نے دیکھا امام صاحب آگئے، انہوں نے تکبیر شروع کر دی، وہ امام بغیر وضو کیے مصلے پر چلا گیا، نماز پڑھادی، بعد میں مجھے یاد آیا کہ استنجا تو اسنے بھی میرے ساتھ کیا تھا، وضو اسنے کیا نہیں، سیدھا مصلے پر چلا گیا، بعد میں جب اس کو یاد دلایا کہ بھائی، تم نے بھی پیشاب کیا تھا پھر بغیر وضو کے کیسے مصلے پر چلے گئے اور نماز پڑھادی؟ اسپر کہنے لگا: میں اپنی نماز پڑھ لونگا، مقتدیوں کی تو ہو گئی، انکی اپنی نماز ہماری اپنی۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے: میں نے اسکے پیچھے دو سال نمازیں پڑھی تھیں انکو دہرایا اور وہاں کی تدریس بھی چھوڑ دی۔

(۲۱) متوفی ۱۴۰۵ھ، یہ دار العلوم دیوبند میں اپنے زمانے میں اول آئے تھے۔ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم نے مسلم شریف ان کے پاس پڑھی تھی۔ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم نے فرمایا: غالبا نسائی شریف بھی ان سے پڑھی تھی۔

حضرت مفتی محمد عبد اللہ صاحب ڈیروی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف و ترمذی شریف حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جبکہ مسلم شریف مولانا ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۷ھ) کے پاس پڑھی تھی جنہوں نے حضرت شیخ الھند رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حکیم محمد حسن کے پاس پڑھی تھی، انہوں نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھی تھی۔

حضرت مفتی محمد عبد اللہ صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابی داود کا اکثر حصہ مفتی شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھا تھا۔ =

۳۔ حضرت علامہ محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ [۲۲] مدرس سابق دارالعلوم دیوبند و تلمیذ اعز حضرت اقدس مولانا شمس الحق افغانی [۲۳] رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ مولانا جمال الدین صاحب، فاضل اعظم دارالعلوم دیوبند رحمہ اللہ تعالی۔ [۲۴]

۵۔ مولانا صوفی محمد سرور صاحب [۲۵]، محبوب وفائق تلمیذ حضرت مولانا خیر محمد صاحب، مجاز و تلمیذ مفتی محمد حسن صاحب رحمہم اللہ تعالی، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور۔

= حضرت بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۷ھ) اور صاحب اعلی الاسانید حضرت مولانا عبد الرحمن امروہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرۃ الشیخ مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۷ھ) سے بھی آپکو اجازت حدیث حاصل تھی۔ از اَبو سہل

(۲۲) متوفی ۱۴۱۰ھ، حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے ترمذی شریف حضرت علامہ محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھی تھی اور انہوں نے مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی، اور انہوں نے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھی، مکمل سند حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کی شرح ترمذی کے قلمی نسخہ کے شروع میں موجود ہے۔

بعد میں حضرت علامہ محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کے برادر نسبتی کے سسر بنے، حضرت استاذ صاحب نے جب رشتہ مانگا تو فرمایا: دو سال دیر ہے، ہمیں بچی کو معلمہ بنانا ہے، پھر دو سال بعد خود ہی بلا بھیجا، اپنے بڑے داماد کو فرمایا: کہ یتیم بچہ ہے، معلوم نہیں کوئی اسکا رشتہ لانے والا ہو یا نہیں، تم جاکر تاریخ لے آؤ۔

انہوں نے سب کتب مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھیں۔ از اَبو سہل

(۲۳) متوفی ۱۳۰۳ھ۔

(۲۴) متوفی ۱۴۱۴ھ، اصل نام گلستان خان تھا، مردان کے رہائشی تھے، حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے سنن اَبی داود شریف ان کے پاس پڑھی تھی۔ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا: غالبا سنن ابن ماجہ، طحاوی شریف، موطا مالک و موطا محمد بھی ان سے ہی پڑھی تھی۔ حضرت استاذ صاحب دام ظلہ کو کثرت سے حضرت مولانا خیر محمد و دیگر اساتذۂ کرام کی خدمت کرتے دیکھ کر حضرت استاذ الحدیث مولانا جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت استاذ صاحب کو "کثیر الملازمۃ" فرمایا کرتے تھے، (دیکھئے: مجلہ "الخیر" بیاد استاذ العلماء مفتی صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ص:۲۲)۔ اَبو سہل

(۲۵) متوفی ۱۴۳۹ھ، انکی قبر سے خوشبو اٹھی تھی، ان کے بارے میں استاذ محترم سناتے ہیں کہ مشہور تھا کہ جوانی میں گناہ کا خیال بھی انکو آگ نظر آتا تھا۔ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے مشکاۃ ثانی ان کے پاس پڑھی تھی۔

حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے سنایا: صوفی محمد سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اول تا مشکوۃ شریف حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خیر المدارس میں پڑھا تھا، مگر جب دورہ حدیث آیا تو =

۶۔سیبویہ زمانہ مولانا بابا غلام مصطفی صاحب[۲۶] ملتانی رحمہ اللہ تعالی۔

۷۔حضرت مولانا حافظ فیض احمد صاحب ککروی ملتانی رحمہ اللہ تعالی۔[۲۷]

۸- حضرت مولانا شریف جالندھری[۲۸] رحمہ اللہ تعالی اُستاذ الحدیث ونائب مہتمم جامعہ خیر المدارس۔

۹۔حضرت مشفق ومہربان مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ تعالی شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ خیر المدارس ملتان[۲۹]۔

۱۰۔حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ تعالی[۳۰] سے ''زادالطالبین'' خارج وقت میں پڑھی، کہ اس وقت حضرت مفتی عبد الستار صاحب جامعہ خیر المدارس کے مدرس وموظف نہیں تھے، موظف حضرت مفتی عبداللہ صاحب مرحوم کے مخصوص ادارے کے تھے، ادارے کا دفتر اور مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ تعالی کا قیام ''دارالافتاء'' خیر المدارس کے پہلو میں تھا، بعض

= حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہارا اصلاحی تعلق مفتی محمد حسن صاحب (بانی جامعہ اشرفیہ وخلیفہ مجاز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہم) سے ہے، دورہ تم ان کے پاس جاکر پڑھو۔

حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے واقعہ سنا کر فرمایا: "سبحان اللہ! کیا اخلاص تھا ہمارے اکابر کا کہ سارے علوم خود پڑھائے، آخر میں دورہ حدیث کے طالبعلم کو دورۂ حدیث پڑھنے اسکے مرشد کے پاس بھیج دیا کہ اسکے حق میں زیادہ نافع ہو گا۔

(۲۶) متوفی ۱۴۰۱ھ۔

(۲۷) محقق البنایہ شرح الہدایہ اور کئی تصانیف کے مصنف تھے رحمہ اللہ تعالی، متوفی ۱۴۲۹ھ۔

(۲۸) متوفی ۱۴۰۱ھ، یہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خیر المدارس کے نائب مہتمم تھے، جنت المعلی میں حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضي اللہ عنہا کی قبر مبارک کے قریب مدفون ہیں۔ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے مشکاۃ اول ان کے پاس پڑھی تھی۔

(۲۹) متوفی ۱۴۳۷ھ۔

(۳۰) متوفی ۱۴۲۷ھ۔

طلبہ فارغ وقت میں حضرت مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ تعالی سے کچھ سبق پڑھا کرتے اور علمی استفادہ کیا کرتے تھے، ''زادالطالبین'' اول بار حضرت مفتی عبد الستار مرحوم کی زیر نگرانی پڑھی [۳۱]، حضرت مفتی عبد اللہ صاحب مرحوم نے اپنے ادارے سے طبع کروائی تھی، اسی سال ہم نے پڑھی، پھر کئی بار حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ تعالی کی زیر نگرانی مدینہ منورہ میں پڑھائی، اور دو شرحیں اردو، فارسی ترجمے کے ساتھ لکھیں، اور ملتان میں طبع ہوئیں [۳۲]، اور ہر حدیث کے ساتھ ''قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم'' کا اضافہ کر کے ترجمے کے ساتھ تیار کیا، جسے مولانا یحیی مدنی رحمہ اللہ تعالی [۳۳] نے کراچی میں طبع فرمایا۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب برنی رحمہ اللہ تعالی بڑی خوشی اور محبت بھرے انداز میں فرمایا کرتے تھے: ایک بار مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالی دارالعلوم کراچی تشریف لائے، اور میرا ہاتھ پکڑا، الگ لیجا کر فرمایا: ہمیں آپ سے محبت ہے، ہم نے آپ کی کتاب ''زادالطالبین'' بنات کے نصاب میں داخل کی ہے، اگر کوئی اور کتاب ایسی مفید تالیف کی ہو تو بتائیں، اسے بھی نصاب میں داخل کریں گے، جب ''التسہیل الضروری لمسائل القدوری'' تالیف ہوئی تو مولانا عاشق الٰہی مرحوم نے فرمایا: کاش آج مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالی حیات ہوتے تو اس کتاب کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے، اور نصاب میں داخل فرماتے''۔

---

(۳۱) مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ کے پاس ۱۳۷۰ھ میں حضرت نے یہ پڑھی تھی۔

(۳۲) حضرت استاذ صاحب مدظلہ کی تصانیف کی تفصیل آخر میں ملاحظہ ہو

(۳۳) خلیفۂ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ اور مہتمم وبانی مدرسہ معہد الخلیل کراچی۔

قیام خیر المدارس کے زمانے میں شرح الوقایہ کے کچھ کچھ سبق حضرت مولانا عبداللہ صاحب محدث رائے پوری رحمہ اللہ (۳۴)، مولانا اصغر علی صاحب (۳۵) رحمہ اللہ ، نائب مفتی وناظم مطبع، ومولانا غلام محمد (۳۶) صاحب برادرِ خورد بابا مولانا غلام مصطفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس بھی پڑھے۔

<u>زمانہ طالب علمی کبھی غیر حاضری نہ ہوئی:</u> خیر المدارس الحمدللہ زمانہ طالب علمی میں تمام اساتذہ بلکہ تمام ملازمین مدرسہ کی شفقتیں حاصل رہیں (۳۷)، ان پانچ سالہ قیام مدرسہ میں بندے سے ایک غیر حاضری بھی نہیں ہوئی (۳۸)، خیر المدارس میں یہ قانون تھا کہ طالب علم سے اگر کوئی غلطی

---

(۳۴) متوفی ۱۴۰۵ھ یہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے قابل فخر شاگرد تھے۔

مجلہ "الخیر" بیاد حضرت مفتی صدیق صاحب رحمہ اللہ کے صفحہ نمبر ۲۲ پر حضرت استاذ صاحب مدظلہ کا مضمون قابل مطالعہ ہے، اس میں حضرت مولانا عبداللہ رائے پوری رحمہ اللہ کا اہم ملفوظ نقل ہے، فرماتے ہیں کہ: شاگرد سے استاذ کو کام کرانا جائز نہیں، مگر اس شاگرد سے جو اپنے شوق سے استاذ سے کہے: "حضرت کوئی کام ہے؟"۔ اَبو سہل

(۳۵) متوفی ۱۴۱۹ھ۔

(۳۶) متوفی ۱۴۰۶۔

(۳۷) شفقتیں کیوں نہ حاصل ہوتیں، حضرت استاذ صاحب رحمہ اللہ کی طالبعلمی کے حالات کو غور سے پڑھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ غیر معمولی صلاح وتقوی اور قابلیت کے حامل تھے۔

مشکوۃ شریف کے سال اسباق کے تکرار اور مطالعہ کے باوجود مشکوۃ شریف کی ایک ہزار صفحات سے زائد ایسی شرح لکھی کہ طلبہ نے تو اسکی کاپیاں بنوائی ہی، اساتذہ نے بھی اس سے استفادہ کیا اور پسند بھی فرمایا۔ (دیکھئے دعائیہ کلمات بر شرح مشکاۃ شریف از حضرت الاستاذ)

جبکہ دورہ حدیث کے سال ترمذی شریف کی ایک ہزار سے زائد صفحات پر شرح لکھی جس میں حضرت مولانا شریف کشمیری صاحب رحمہ اللہ کے اِفادات قلم بند فرمائیں، علم میں اس قدر لگن اور محنت کے ساتھ اپنے اساتذہ کی خدمت کہ آپ کو مدرسہ میں اساتذہ کی خدمت کرتے دیکھ کر آپ کے بعض اساتذہ آپ کو "کثیر الملازمہ" فرمایا کرتے۔

(۳۸) جس طرح طالبعلمی دور میں حضرت سے کبھی غیر حاضری نہیں ہوئی، اسی طرح چار سالہ مدت میں جو بندے نے حضرت کے پاس (از نور الانوار شرح الوقایہ تا ترمذی شریف ومسلم شریف تک) پڑھنے میں گزارے اور اسکے بعد بھی =

ہوتی، تو اس کی روٹی بند کر دیتے تھے، الحمد للہ میرے ساتھ کبھی ایسی نوبت پیش نہ آئی، ہمارے خاندان میں بھائی اطہر پہلا حافظ ہے، اور سب سے پہلے دورۂ حدیث کرنے والا عبد القادر ہے۔(حفظہما اللہ بالصحۃ والعافیۃ)۔ یہ سب اباجی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کی دلی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

= حضرت کو کبھی نہ دیکھا کہ حضرت نے غیر حاضری فرمائی ہو (ماسوا ان ایام مرض کے جن میں ہسپتال میں زیر علاج رہیں)، حضرت کو یہ اہتمام اپنے اکابر سے ورثہ میں ملا تھا

مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کا سبق کے اہتمام کا واقعہ

حضرت استاذ صاحب دام ظلہ بروایت حضرت مفتی صدیق صاحب رحمہ اللہ سناتے ہیں کہ: ایک دفعہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کو مدرسے کے کسی ضروري کام سے سرکاري ادارے جانا پڑا تو حضرت نے طلبہ سے فرمایا (جن میں حضرت مفتی صدیق صاحب رحمہ اللہ بھی شامل تھے): "سبق کا ناغہ نہیں ہو گا"، چنانچے طلبہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور راستے میں طلبہ کے ہاتھوں میں کتابیں تھی، چلتے جاتے تھے اور حضرت سبق پڑھاتے جاتے تھے۔

مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کا حضرت مدنی کے ادب میں مدرسہ کی چھٹی فرمانا

حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کی عادت چھٹی کی بالکل نہ تھی، لیکن ایک دن پورا مدرسہ بند کیا، کسی ذمہ دار نے مسجد بنوائی تھی اسکی افتتاح کے واسطہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کو مدعو کیا تھا، (وہ اختلافات کا زمانہ تھا، حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ تھانوی المسلک تھے) لیکن یہ فرما کر پورے مدرسے کی چھٹی فرمائی کہ

"حضرت مدنی تشریف لا رہے ہیں، اب پاکستان بننے کو ہے، واللہ اعلم اب ملاقات ہو یا نہ ہو، لہذا سب طلبہ چلکر تقریر بھی سنے اور ملاقات بھی کریں"۔

چنانچہ وعظ ہوا، اسکے بعد چار افراد تانگے پر بیٹھے ۱- حضرت مولانا عبد القادر رائے پوري صاحب رحمہ اللہ، ۲- حضرت مدنی صاحب رحمہ اللہ ۳- مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ ۴- مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ۔

تانگا بازار سے گزر رہا تھا، طلبہ تانگے کیساتھ بھاگ رہے تھے، اسپر حضرت مولانا صدیق صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ان بھاگنے والے طلبہ میں ایک صدیق بھی تھا۔

یہ ہندوستان جالندھر کا واقعہ ہے۔

عملی زندگی کا آغاز

جب بندہ دورۂ حدیث کر چکا، گھر آیا، بھائی ظفر احمد (جنھوں نے والد صاحب کی وفات کے بعد ہماری کفالت اور دکان کے معاملات سنبھال لیے تھے) کو آنکھوں کی تکلیف ہوگئی، جس وجہ سے دوکان بند ہوگئی، قرضے ہوگئے، چنانچہ تین سال بندے نے دوکان چلائی، اور چھوٹے بھائی حافظ اطہر کی تعلیم کی نگرانی کی، بھائی صاحب کا علاج کراچی بھیج کر کرایا، قرضے اتارے، محمد اطہر کا حفظ خیر المدارس [۳۹] میں نہ ہوسکا، سب اساتذہ نے جواب دے دیا کہ حفظ کے قابل نہیں، گھر آکر بھی ایک قاری عبدالرحیم صاحب مرحوم کے پاس داخل کیا، انہوں نے بھی دو سال بعد جواب دے دیا، ہم سب بھائیوں کے قرآنی استاذ حافظ محمد عبد اللہ صاحب [۴۰] مرحوم نے حکمت عملی سے اسے حفظ کرایا، اور پھر حضرت قاری رحیم بخش رحمہ اللہ تعالیٰ [۴۱] سے گردان کرائی، تقریباً ۱۰ یا ۱۲ سال اس کے حفظ میں صرف ہوئے۔

آغاز تدریس

دکان سے فارغ ہو کر بعد میں اسکول کی سرکاری ملازمت کے لیے رحیم یار خان آیا، وہاں مدرسہ اشرف المدارس تھا، اس کے مہتمم مولانا قاری نذیر احمد صاحب تھے، وہاں پہلے سے مدرس میرے خیر المدارس کے پانچ سالہ ساتھی مولانا خلیل الرحمان صاحب تھے تو انہوں نے مجھے دعوت دی کہ بھائی جو حقوق آپ کو سرکاری ملازمت میں ملیں گے، وہی ہم دیں گے، آپ ہمارے

---

(۳۹) عزیزم حافظ محمد اطہر سلمہ کو لے کر شروع شوال میں خیر المدارس آگیا تھا والد صاحب کی وفات کے بعد، اس وقت اس کی عمر ۹ سال تھی، درجۂ قرآن والوں کو مدرسے کی طرف سے کھانا نہیں ملتا تھا، حضرت مہتمم مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شفقۃً محمد اطہر کا ایک وقت کا کھانا اپنے گھر سے جاری فرمادیا، بھائی کو داخلے کے لیے حضرت قاری رحیم بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لے گیا، نام پوچھا، عرض کیا: محمد اطہر، فرمایا: ''ذٰلک خیر لکم وأطہر''۔

(۴۰) ان کا قول تھا کہ کیسے ناممکن ہے کہ کوئی مسلمان قرآن حفظ نہ کرسکے، قرآن پاک دریا کی مانند ہے، یہ خود راستہ بناتا ہے۔

(۴۱) متوفی ۱۴۰۲ھ۔

مدرسے میں مدرس ہو جائیں، مولانا خلیل الرحمان صاحب نے بھی یہی کہا کہ میں اکیلا ہوں، غیر مانوس ہوں، کوئی مونس نہیں ہے، آپ یہاں آجائیں، دونوں ساتھی مل کر یہاں کام کریں گے، چنانچہ میں نے اشرف المدارس میں ملازمت اختیار کرلی، اشرف المدارس ایک ایسا مدرسہ تھا کہ جس میں کوئی مدرس ٹھہرتا نہیں تھا، خلیل الرحمان صاحب نے بھی کہا کہ میں قاری رحیم بخش صاحب کے مدرسے میں تھا، اس کو چھوڑ کر یہاں آیا تو قاری رحیم بخش صاحب نے فرمایا تھا کہ میں دیکھوں گا کہ تو رحیم یار خاں میں کتنا عرصہ مدرسہ اشرف المدارس میں رہتا ہے، ان کی ضد کی بنا پر میں تین سال سے یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔

اصول تدریس

میں نے جب تدریس شروع کی تو ایک خط حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کو لکھا، اور ایک خط استاذ مولانا صدیق صاحب رحمہ اللہ کو لکھا، مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ کوئی سبق بغیر مطالعے کے نہ پڑھانا، اور استاد مولانا صدیق صاحب رحمہ اللہ نے (کیونکہ وہ یہاں مدرسے کے حالات جانتے تھے) یہ بھی لکھا کہ: مدرس کا امتحان انتظام میں ہوتا ہے، انتظام میں کبھی دخل نہ دینا، اس اصول کے مطابق عمل کرتے ہوئے میں آٹھ نو سال ربیع الاول ۱۳۹۴ھ تک مدرسہ اشرف المدارس میں رہا۔

یہی گر ہے

ایک بار رحیم یار خان میں قاری رحیم بخش رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: عبدالقادر بڑی حیرانی کی بات ہے کہ اتنے عرصے سے آپ اشرف المدارس میں ٹھہرے ہوئے ہو؟!

میں نے عرض کیا کہ: حضرت! ہاں میں ہاں ملانی پڑتی ہے، تو فرمایا: ہاں یہی گر ہے کہیں ٹکنے کا، اگر کوئی مدرسے میں ملازم ہے اور اس کے انتظامی امور میں دخل دیتا ہے تو وہاں ٹک نہیں سکتا۔

مدینہ پاک کی تیاری

بہر صورت پھر وہاں سے یہاں (مدینہ منورہ) آنے کا انتظام بنا، میرے ایک دوسرے ساتھی تھے، قاری محمد اکمل صاحب، انہوں نے پاسپورٹ بنوایا، تو میں نے بھی شوق میں پاسپورٹ بنوایا(۴۲)، جب پاسپورٹ بن گیا، تو پھر یہاں آنے کی تیاری کیلئے پندرہ دن کی چھٹی لی، مہتمم صاحب کو خط لکھا کہ بہ طیب خاطر اجازت عطا فرمائی جائے، میں عمرے کے ویزے کے لیے کراچی جارہاہوں، اگر ویزہ لگ گیا تو مزید چھٹی کی درخواست دوں گا، نہ لگا تو واپس آجاؤں گا، خط میں خاص طور سے لکھا تھا کہ **"بہ طیب خاطر"** اجازت عطا فرمائی جائے، تو مہتمم صاحب نے جواب میں لکھا کہ اجازت تو ہے، لیکن بہ طیب خاطر نہیں۔

---

(۴۲) **شوقِ مدینہ منورہ**

فرماتے ہیں: مدینہ منورہ آنے کا شوق تو بچپن سے تھا، ۳/۴ سال کا بچہ تھا، دوڑتے ہوئے شوق میں گاتا تھا،

مدینہ پاک ونج جالاں　　　　خدا نیوے تاں ہنڑ نیوے

ترجمہ:- مدینہ پاک چلا جاؤں

خدا لے جائے تو ابھی لے جائے

جب میں (عبد القادر) ۱۴ سال کا تھا، جب ابا جی ۱۳۷۱ھ میں حج کو جارہے تھے، میں نے شوق کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا: مجھے بھی ساتھ لے چلیں، فرمایا: تقریباً ۱۷ یا ۱۸ سال کا تھا کہ ہجرت کی نیت سے سفر شروع کیا، اجمیر شریف جاکر ایک بزرگ سے تعویذ بھی لے لیا، جو گویا ٹکٹ تھا، پھر عربی پڑھنے کے لیے تھانہ بھون چلا گیا، وہاں داخلہ بھی مل گیا، مگر مقدر نہیں تھا، واپس آگیا، (پورا قصہ سنایا) اب ۴۸ سال بعد صرف حج کے لیے جارہاہوں، تم بھی شوق رکھو، عربی پڑھو، جب مقدر ہوگا مدینے پاک پہنچ جاؤ گے، بس ابا جی ہی کی دعا سے یہاں کی حاضری نصیب ہوگئی، بلکہ سب اولاد در اولاد کو حاضری کی سعادت ملی۔

مدینہ منورۃ حاضری (علی صاحبھا ازکی الصلوات واتم التسلیمات)

بہر صورت الحمد للہ ویزہ لگ گیا، اور میں یہاں یکم ربیع الثانی / ۱۳۹۴ھ کو سحری کے وقت پہنچ گیا، بحری جہاز سے آیا تھا، آنے جانے کا ٹکٹ بحری جہاز کا تھا[۴۳]، وہ حاجیوں کو لینے آرہا تھا، اس وقت قانون تھا کہ واپسی کا ٹکٹ ضرور ہونا چاہیے، چاہے ہوائی جہاز کا ہو چاہے بحری جہاز کا، جہاز والوں نے راستے میں اعلان کیا کہ ہم تیرہ دن کے بعد واپس آئیں گے، جو شخص ہمارے ساتھ واپس آجائے گا توفبھا، ورنہ واپسی کے ٹکٹ کے پیسے واپس نہیں دیں گے، واپسی کا ٹکٹ ضائع ہو جائے گا۔

یہاں آیا تو بغیر اقامہ رہنے والوں کے پکڑ دھکڑ کے حالات سنے، جی گھبرایا، خیال آیا کہ ابھی ٹکٹ کے پیسے ہیں واپس جاسکتے ہیں، پھر دوبارہ اللہ پاک نے حرمین بلایا تو آجائیں گے، پیسے تو ضائع نہ جائیں، قاری عبد اللہ صاحب[۴۴] سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ "بھائی اگر رہنا ہے تو یوں سوچ لو کہ جو سر پر پڑے گی نبھائیں گے اور رہیں گے، کیا ہوا تم کوئی قاتل تھوڑی ہو کہ تمہیں قتل کر دیں گے، یہی ہے کہ واپس کر دیں گے، کیوں نہ چار دن زیادہ مدینہ منورہ میں رہ لو، ان کی ہمت افزائی سے رہنے کی ہمت کر لی۔

قیام مدینہ اور تین دعائیں

چنانچہ سال بھر میں بغیر اقامے کے یہاں رہا، روضۃ الجنۃ میں محراب کے اندر شکرانے کے نفل پڑھنے کے لئے لائن میں کھڑا ہوا تھا، کہ ایک صاحب نے میرا بازو پکڑا اور کہا کہ آپ اس جگہ پر نماز پڑھیں، مصلّی الرسول ﷺ کی جگہ پر، سرکار دوعالم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ یہ

---

(۴۳) جسکی قیمت اسوقت ۱۱۰۰ روپے تھی۔

(۴۴) مدرس مسجد نبوی المعروف استاذ کبیر حفظہ اللہ۔

ہے، وہاں محراب النبی ﷺ لکھا ہوا ہے اس لیے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں، سرکار کے زمانے میں محراب نہیں تھا، محراب بنی امیہ کے زمانے میں شروع ہوئی، لیکن مصلی سے قرب کی بنا پر اس پر محراب النبی ﷺ لکھا ہے، بہر صورت وہاں تین دعائیں کیں، ایک یہ دعا کی کہ «اللهم إني أسألك نعم الرفيق»، رہنے کے لیے آیا تھا، کوئی ساتھی یہاں تھا نہیں، دوسری دعا: علمی مشغلے کی کی، تیسری دعا: حسن خاتمہ کی کی۔

اللهم إني أسالك نعم الرفيق والی دعا کی قبولیت

میں جب آرہا تھا تو ایک صاحب نے کہا کہ "وہاں قاری فتح محمد صاحب [۴۵] (رحمہ اللہ) ہمارے استاذ ہیں، ان سے ہمارا سلام عرض کردینا"، میں نے اس شخص سے پوچھا (جس نے محراب نبوت ﷺ کی نشان دہی کی تھی) کہ قاری فتح محمد صاحب کہاں ملیں گے؟ اس نے کہا: پہلی صف میں بیٹھے ہیں، چوتھے ستون کے سامنے، اور اس نے از خود بتلایا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب (رحمہ اللہ) کی مجلس عام اور ملاقات عصر کی نماز کے بعد مدرسہ علوم شرعیہ میں ہوتی ہے، یہ کہہ کر وہ چلا گیا، پھر اب تک نہیں ملا، جزاہ اللہ خیرا۔

میرا قاری فتح محمد صاحب (رحمہ اللہ) سے کوئی زیادہ تعارف نہیں تھا، وہ جب خیر المدارس میں تشریف لائے تھے، تو جیسے بزرگوں سے برکت کے لیے مصافحہ کرتے ہیں، اس طرح کا مصافحہ ان سے ہوتا تھا، اس وقت میں سلام پہنچانے کی نیت سے حضرت قاری صاحب کے پاس پہنچا، سلام دعا ہوئی، مختصر سا تعارف ہوا، جب ان کو پتہ چلا کہ یہ رہنے کے لیے یہاں آیا ہے، تو حضرت نے از خود فرمایا کہ "آپ ہمارے ساتھ رہ جائیں"، نعم الرفیق اس وقت ملا، پہلی دعا اس طرح قبول ہوئی، ۱۲ سال ساتھ رہا، زندگی کی آخری نماز عشاء آپ کے ساتھ حرم میں پڑھی،

(۴۵) متوفی ۱۴۰۷ھ، حالاتِ زندگی کیلئے دیکھئے: سوانح فتحیہ مؤلفہ: قاری طاہر رحیمی رحمہ اللہ۔

زندگی کا آخری کھانا آپ کو اپنے ہاتھ سے کھلایا کہ معذور تھے، اور زندگی کی آخری رات آپ کے ساتھ گزاری، تجہیز و تکفین اور تدفین کا نگراں احباب نے بندہ کو بنادیا تھا، حضرت چونکہ علمی شخصیت تھے، کتابیں سنانا، حضرت کی علمی محفوظات سننا، خطوط لکھنا، لہذا علمی مشغلہ بھی تھا۔

دوسری دعا کی قبولیت

دوسری دعا علمی مشغلے کی تھی، ایک بزرگ تھے میں دیکھتا تھا کہ صبح کی نماز کے بعد وہ منبر شریف کے ساتھ ٹیک لگا کر روضۂ اطہر کی طرف متوجہ اور مراقب رہتے تھے، مجھے شوق ہوا کہ میں ان سے ملاقات کروں، مصافحہ کروں، کئی دن انتظار کرتا رہا، ایک دن ہمت کر کے پاس بیٹھ گیا، جب وہ مراقبے سے فارغ ہوئے، تو میں نے السلام علیکم کہا، فرمایا کہ کون؟ کہاں سے آئے؟ کیا نام؟، میں نے کہا کہ میرا نام عبد القادر ہے، احمد پور شرقیہ سے آیا ہوں، اور مفتی واحد بخش صاحب (رحمہ اللہ) کا داماد ہوں، بس یہ سن کر ان بزرگ نے مجھے گلے لگالیا، فرمایا: وہ تو ہمارے بزرگ تھے، میں وہاں رہ چکا ہوں، ملاقاتیں ہوتی رہیں، بڑی شفقت فرماتے تھے، یہ ہے، وہ ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ میر جمیل صاحب تھے[۴۶]، اور بہاول پور کے جج تھے، ان کا تعلق مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی[۴۷] (رحمہ اللہ) سے تھا، اس وجہ سے جوں ہی ان کو پنشن ملی، وہ یہاں ہجرت کر کے آگئے، مدرسہ علوم شرعیہ میں رہتے تھے، فرمانے لگے کہ "میں فلاں جگہ رہتا ہوں، میں ایک کام کر رہا ہوں، کام تو علماء کا ہے، مولانا بدر عالم صاحب (رحمہ اللہ) نے الحزب الاعظم کا ترجمہ لکھا تھا، ان کی یہ خواہش تھی کہ اس کی دعاؤں کی تخریج ہو جائے کہ احادیث کی دعائیں ہیں، کون سی

---

(۴۶) مزید حالات کیلئے ملاحظہ ہو "سیرت بدر عالم" تالیف حافظ محمد اکبر شاہ بخاری رحمہ اللہ کا مقدمہ بقلم محمد منشا۔

(۴۷) حضرت العلامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے خاص الخاص شاگرد تھے، الفیض الباری شرح صحیح البخاری کے جامع ہیں، مدینہ منورۃ ہجرت فرمائی تھی، جنت البقیع میں مدفون ہیں، رحمہ اللہ متوفی ۱۳۸۵ھ۔ تفصیلی سوانح کیلئے ملاحظہ ہو "سیرت بدر عالم" تالیف حافظ محمد اکبر شاہ بخاری رحمہ اللہ۔

دعا کس موقعے کی ہے؟ اور اس کے متعلق آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟" انہوں نے فرمایا کہ "کئی ساتھیوں کو لگایا ہے اس میں مگر اب تک تکمیل نہیں ہو سکی، اگر آپ کام کر سکیں تو میں علوم شرعیہ میں رہتا ہوں، آپ عصر کے بعد آکر وہ کام دیکھ لینا، اگر کام آپ کی سمجھ میں آجائے تو کر لینا"۔

اس طرح ایک علمی مشغلہ ملا، چنانچہ وہ کام ہوتا رہا تکمیل تک پہنچ چکا تھا، لیکن ہمارا کام تکمیل تک پہنچنے سے پہلے بہاول پور کے ایک صاحب نے اس کی تکمیل کر لی۔

میر جمیل صاحب چونکہ عالم نہیں تھے، وہ بس جس حدیث میں دعا ہوتی تھی، وہ حدیث ذکر کرتے، اس کا ترجمہ کرتے، اور اس کے متعلق مختصر الکھواتے کہ یہ فلاں موقع کی دعا ہے، اور آپ ﷺ نے یہ فرمایا۔

وہ وفات پاگئے، میرا تخریج کردہ مسودہ ان کے سامان میں پتا نہیں کہاں کھو گیا؟، کہاں رہ گیا؟ بہاول پور میں جو تخریج کی گئی تھی وہ چھپا اور ان کے پاس آیا، ایک نسخہ مجھے بھی دیا تھا، لیکن مجھ سے کسی نے لے لیا، اور پھر واپس نہیں کیا۔

غالبا ۱۳۹۶ھ میں مولانا عاشق الہی برنی[۴۸] (رحمہ اللہ) کا مدینہ منورہ ورود ہوا، نام سے تو واقف تھا کہ ان کی تالیفات مسنون دعائیں اور زاد الطالبین پڑھی تھیں، مگر زیارت وملاقات

---

(۴۸) متوفی ۱۳، رمضان / ۱۴۲۲ھ، **ہمہ وقت دین کی خدمت میں مصروف شخصیت**" کے عنوان سے حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے حضرت مفتی عاشق الہی صاحب رحمہ اللہ کے متعلق مضمون تحریر فرمایا تھا، جو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی مفصل سوانح "یادگار صالحین" مؤلفہ: مفتی عبد الرحمن کوثر مدظلہ میں موجود ہے اس سے کچھ اقتباس پیش ہے:-

"اپنی زندگی میں لا يزال لسانك رطبا بذكر الله پر مکمل عامل دو حضرات مدینہ منورۃ میں دیکھے ایک حضرت قاری فتح محمد صاحب قدس سرہ، دوسرے حضرت مولانا عاشق الہی صاحب رحمہ اللہ۔ نعم الرجل الفقيه في الدين إذا احتيج إليه نفع وإذا استغني عنه أغنى نفسه کی بھی شان حضرت میں بھرپور پائی۔ =

وتعارف یہاں ہوا، حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالی کے ایما پر مولانا نے پہلی کتاب ''حقوق الوالدین'' تالیف فرمائی، اور اس کا مسودہ بندے سے صاف کرایا، اس طرح تعلق بڑھا، ایک دن بندے نے عرض کیا کہ بندہ الحزب الاعظم کی ادعیہ کی تخریج کا کام کر رہا ہے، کبھی مشکل پیش آتی ہے، اجازت ہو تو آپ سے استفادہ کر لیا کروں، فرمایا: عصر کے بعد آجایا کرو، ہم اپنا کام کرتے رہیں گے، آپ اپنا، جب ضرورت پڑے پوچھ لینا، اس طرح حضرت مولانا سے استفادے کا موقع ملا۔

= اپنے اسلاف اکابر علماء وصلحاء دیوبند سہارنپور وغیرہ کی صفت خاصہ عدم محبتِ دنیا بلکہ رغبت عنہ کا مجسم نمونہ تھے، ہزاروں ریالوں کو ٹھکراتے دیکھا، وقت کی بڑی قدر تھی، بیک وقت مقامات حریریہ کا سبق پڑھا رہے ہیں، مفردات الفاظ کی لغوی صرفی نحوی تشریح فرما رہے ہیں، ایک صاحب سے الادب المفرد للامام البخاری کا اردو ترجمہ سن کر اغلاط کی اصلاح و تصحیح فرما رہے ہیں اور کتاب سے

عبارتیں کاٹ کر اوراق پر ترتیب سے چسپاں کر کے نئی کتاب مرتب کر رہے ہیں یہ تینوں کام ایک ساتھ کرتے مولانا رحمہ اللہ کو دیکھا۔

لباس میں بالکل سادگی، ملنسار ہنس مکھ کلموا الناس علی قدر عقولھم کی شان پائی، ناواقف شخص حضرت مولانا رحمہ اللہ کو دیکھ کر پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ شخص زمانہ کا عالم مفتی محدث مفسر مؤلف مدرس ہے اور یہی ہمارے اسلاف واکابر کی صفت خاصہ ہے۔

ایک بار بندہ رات کو حضرت کے ساتھ کسی کمپنی کی گاڑی پر عمرہ کو جا رہا تھا ہمیں چوکی سے واپس کر دیا گیا، میقات پر آکر گاڑی والے کو بھیج دیا اور خود فٹ پاتھ پر بیٹھ کر التسھیل الضروری کی جلد دوم کی ترتیب کا کام شروع فرما دیا اور رات بھر کام کرتے رہے، صبح کو گاڑی ملی اور عمرہ کے لئے تشریف لے گئے۔

حرم مکہ مکرمہ میں ایک بار نیچے پڑے ہوئے سوکھے ٹکڑے شدت بھوک کی بنا پر کھا رہے تھے، اور جی میں آ رہا تھا سوکھے ٹکڑے میں کھا رہا ہوں اور گاڑی میرے بچے چلائیں گے، اللہ پاک تینوں بچوں سلمھم اللہ تعالی کو اپنی گاڑی چلاتے دکھایا

بچے گاڑی چلاتے ہوئے قرآن پاک پڑھتے، فرمایا: کس قدر خوش قسمت ہیں [میرے بچے]، لوگوں کے بچے گاڑیوں میں گانیں گاتے اور سنتے ہیں اور یہ قرآن پڑھتے ہیں. اللھم زد فزد وتقبل۔

مدینہ منورۃ میں آغاز تدریس:

ایک روز کام کے دوران حضرت مفتی عاشق الہی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: "مولوی صاحب قدوری پڑھاؤگے"، عرض کیا کہ "بندہ مولوی تو ہے نہیں"، مولانا حبیب اللہ صاحب[۴۹] مدظلہ پاس بیٹھے تھے، فرمایا: "ارے بھائی پڑھاؤگے تو مولوی بنوگے"، اس طرح حضرت مولانا کی نگرانی میں پڑھنا پڑھانا نصیب ہوگیا[۵۰]، حضرت کی نگرانی میں جلالین شریف، مشکاۃ شریف مکمل ہدایہ وغیرہ کئی بار پڑھنا پڑھانا نصیب ہوا، تقریبا یہاں کے پڑھے ہوئے تیس طلبہ نے پاک وہند کے مختلف جامعات میں جاکر دورۂ حدیث پڑھا، اور عالم بنے، اور اکثر نے دینی مشغلہ اختیار کیا ہوا ہے۔

جب مولانا کے تینوں بچے عالم ہوگئے، تو مولانا رحمہ اللہ تالیفی کام میں متوجہ ہوگئے، پھر حضرت جی مولانا انعام الحسن رحمہ اللہ کے مشورے سے درس جاری ہوا، جب طلبہ کا درس نور الانوار اور شرح وقایہ تک پہنچا، تو بندے کو یہی دو کتابیں پڑھانے کا حکم ہوا، چنانچہ ان کے یہاں بھی جلالین شریف ومشکاۃ شریف تک پڑھایا، پھر مشائخ تبلیغ پاک وہند کے مشورے سے دورۂ حدیث شروع ہوا، اس میں مسلم شریف اور ترمذی شریف[۵۱] پڑھانے کی سعادت ملی، کچھ

---

(۴۹) حضرت مولانا حبیب اللہ قربان صاحب دامت برکاتہم حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے دس سال خادم خاص وکاتب رہیں، حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے انکی علمی عملی صلاحیتوں کیوجہ سے انکو اپنا خادم خاص، کاتب اور ہجرت کا ساتھی منتخب فرمایا تھا، اس دور میں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے علوم کے وارث ہیں، محدث الدیار الحجازیہ کا منصب رکھتے ہیں، لایوجد لہ نظیر فی جمع النوادر آپ پر ہی منطبق آتا ہے، مدینہ منورۃ میں ہی مقیم ہیں حفظہ اللہ بالصحۃ والعافیۃ۔ اَبو سہل

(۵۰) یہ سبق مفتی عبد الرحمن کوثر بن حضرت مفتی عاشق الہی صاحب رحمہ اللہ کو پڑھایا تھا۔ یہ حضرت کے مدینہ میں پہلے شاگرد ہیں، الولد سر لابیہ کے مصداق ہیں، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے تقوی اور علم کے جانشین ہیں۔ اَبو سہل

(۵۱) حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم سے یہ تمام مذکورۃ کتب پڑھنے والوں میں یہ ناچیز اور برادر کبیر مولانا عارف صاحب بھی شامل تھے۔ اَبو سہل

عرصے بعد مولانا عبد الوحید صاحب[۵۲] کے یہاں بھی دورۂ حدیث کی کتب پڑھائیں، پھر اطباء نے صحت کی وجہ سے سبق موقوف کر دیا، مگر اس کے بعد بھی کچھ نہ کچھ سبق کا سلسلہ پھر بھی جاری رہا[۵۳]۔ الحمد للہ۔

۱۴۳۰ھ تک مولانا صاحب مد ظلہ کے مدرسے سے بھی تقریباً ۳۰ طلبہ دورۂ حدیث کر چکے، اور جن طلبہ نے مولانا عاشق الٰہی برنی رحمہ اللہ کی نگرانی میں دورے سے کم تعلیم پائی ان کی تعداد غیر معلوم ہے۔

یہاں تک دوسری دعا کی قبولیت کی سرگذشت ہے «ربّنا تقبّل منّا إنّك أنت السميع العليم، وتب علينا إنّك أنت التوّاب الرحيم»۔

---

(۵۲) خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ، مہتمم مدرسہ دار العلوم المدنیہ۔ اَبو سہل

(۵۳) حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کا سبق الحمد للہ اب تک خصوصی انداز میں جاری ہے، جامعہ اسلامیہ کے طلبہ بھی حضرت سے استفادہ کے لئے حاضر ہوتے رہے ہیں، مسلسلات کی سند لینے والے شائقین بکثرت آتے رہتے ہیں۔

اپنے طلبہ کو بھی حضرت استاذ صاحب یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ: "ہمیشہ پڑھنے پڑھانے کے سلسلہ کے ساتھ جڑے رہنا"۔

مولوی عبد القادر، مرنا ہی ہے تو پڑھاتے پڑھاتے مرنا

جب حضرت استاذ صاحب نے بیماری کیوجہ سے اجتماعی تدریس کا سلسلہ موقوف فرمایا اور مخصوص طلبہ کی تعلیمی سلسلہ جاری فرمایا، تو کسی طالبعلم نے غلط فہمی کیوجہ سے حضرت محترم مفتی محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ سے عرض کر دیا کہ: استاذ جی (یعنی حضرت مولانا عبد القادر صاحب) نے بوجہ بیماری، کلی طور پر اسباق موقوف کر دیے ہیں، تو حضرت مفتی صدیق صاحب رحمہ اللہ نے اسپر حضرت استاذ صاحب کو فون پر فرمایا: "مولوی عبد القادر، مرنا ہی ہے تو پڑھاتے پڑھاتے مرنا" اور فرمایا کہ: یہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کا ملفوظ ہے۔

یہ سب اباجی رحمہ اللہ تعالی اور اساتذۂ کرام رحمہم اللہ تعالی کی ادعیہ صالحہ کا ثمرہ ہے، اور مشائخ واکابر دارالعلوم دیوبند ومظاہر علوم سہارن پور کا فیض ہے، رحمہم اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ ثم رحمہم اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ کثیرا کثیرا[۵۴]۔

تیسری دعا

بندہ تیسری دعا برابر کرتا رہا، کبھی کیف میں گریہ وزاری جاری ہو جاتی تھی، دربار عالی ﷺ میں بھی عرض کرتا رہا، شروع جمادی الثانی کعبۃ اللہ کے مطاف میں میزاب رحمت کے سامنے بیٹھا تھا کہ کیف اور گریہ طاری ہوا، اور زبان پر وہی دعا «اللهمّ ارزقني شهادة في سبيلك» جاری ہو گئی، اور یہ بھی «اللهمّ اجعل خير أيّامنا يوم نلقاك فيه» کہ موت کے دن کو زندگی کا بہترین دن بنادے، رمضان مبارک ہو، شب قدر ہو، جمعے کا دن ہو، آپ ﷺ کے قدموں میں مخلصانہ مقبولانہ شاداں وفرحاں ''فزت وربِّ الکعبۃ'' کی شان والی شہادت نصیب فرما، اور پہلے ہی قطرے سے بہ طور عفو سلطانی مغفرت کلی ہو جائے۔

اور یہ بھی دعا کافی مہینوں سے شروع کر دی ہے: ''اے اللہ مجھے، میرے والدین کو اور جو لوگ میری نماز جنازہ پڑھیں ان کو بخش دے''[۵۵]۔

---

(۵۴) حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کبھی بھی کسی کمال کو اپنی طرف منسوب نہیں فرماتے، جب بھی حضرت کے علم وفضل کا یا آپ کے تربیت یافتہ طلبہ کی علمی وعملی ترقی کا ذکر آتا ہمیشہ یہی فرماتے: "بھائی، ہمارا کچھ کمال نہیں، بڑوں کی دعائیں ہیں، اکابر کا فیض ہے"۔ اَبو سہل

(۵۵) یہ الفاظ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے ۱۷/۸/۱۴۳۰ھ میں تحریر فرمائے تھے اپنی ''یادگار سرگذشت'' میں، وہیں سے نقل کیے جارہے ہیں۔ اَبو سہل

بیعت واصلاحی تعلق

پہلے میرا اصلاحی تعلق حضرت مفتی واحد بخش صاحب[٥٦] رحمہ اللہ سے رہا، ان کے بعد حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ سے رہا، میرے بڑے بھائی صاحب، اور بہنوئی صاحب حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے، بڑے بھائی کا نام ظفر احمد تھا، بہنوئی کا نام یعقوب احمد تھا، یہ دو اور میرے بچوں کے بڑے ماموں مولانا عبد المالک صاحب اور والد صاحب کے خالہ زاد بھائی تھے، یہ چاروں اکٹھے حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے تھے، ایک مرتبہ دین پور جو کہ خان پور کے بعد ہے، ان حضرات نے حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری کو دعوت دی، حضرت رائے پوری لاہور تشریف لائے تھے، ان کا آبائی گاؤں بھی وہیں لاہور کے پاس ہے، وہیں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں، تو بہر صورت حضرت رائے پوری تو نہیں آسکے، لیکن ان کے آنے سے دو تین دن پہلے ہی حضرت لاہوری دین پور تشریف لائے، تو ہم لوگ حضرت کی زیارت کے لیے گئے، تو صبح کی نماز کے بعد حضرت لاہوری نے آداب شیخ کے موضوع پر درس دیا، اور عملی طور پر ہمیں بیٹھ کر دکھایا کہ شیخ کے سامنے اس طرح دوزانو بیٹھا جاتا ہے، اور اس طرح بیٹھے بیٹھے تھک جائیں تو یوں بیٹھ جائیں، یہ عمل کرکے دکھایا، حضرت رائے پوری تو نہیں آسکے، لیکن پھر شام کو حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے کا جلسہ تھا، عشاء کے بعد خان پور میں حضرت لاہوری کا وعظ ہوا، اس وعظ میں حضرت لاہوری نے فرمایا، حضرت لاہوری کے الفاظ ہیں کہ "بیس بائیس سال تک میں نے دین پور شریف کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا، پھر بھی اندھوں میں سے کانا نکلا"، اور فرمایا کہ "بھرے مجمعے میں میرا امتحان لے لو، حلال کمائی کی بھی روٹیاں پکاؤ، اور حرام کمائی کی بھی روٹیاں پکاؤ اور اپنے طور پر خلط

---

(٥٦) یہ حضرت کے سسر اور حضرت کے والد صاحب رحمہ اللہ کے مرشد بھی تھے، پہلے ذکر گزر چکا۔ اَبو سہل

ملط کر کے رکھ دو، میں ایک ایک روٹی کا ٹکڑا اٹھا کر بتادوں گا کہ یہ حلال ہے، یہ حرام ہے، اور حلال کمائی کا بھی گوشت لو اور حرام کمائی کا بھی گوشت لو، اور خلط ملط کر کے ایک ہانڈی میں پکاؤ، میں ایک ایک بوٹی اٹھا کر بتادوں گا یہ حلال ہے یہ حرام ہے"، اور اسی موقعے پر جلسے میں ہی ہمارے چار بھائی، میرے بڑے بھائی، بہنوئی صاحب، والد صاحب کے خالہ زاد بھائی اور میرے بچوں کے بڑے ماموں یعنی مفتی واحد بخش صاحب کے بڑے بیٹے حضرت لاہوری سے بیعت ہوئے۔

ایک موقعے پر والد صاحب نے فرمایا کہ دیکھا! حضرت لاہوری کی کیا شان ہے، کیوں کہ بھائیوں کا شوق یہ تھا کہ عبد القادر بھی بیعت ہو جائیں، تو حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دیکھا حضرت لاہوری کی کیا شان ہے، جی حضرت بڑی شان ہے، بڑے بڑے علماء حضرت کے سامنے ادب سے گھٹنے ٹیک کر بیٹھتے ہیں، فرمایا (یعنی والد صاحب نے) حضرت تھانوی کی وہ شان تھی کہ حضرت لاہوری جیسے حضرت تھانوی کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھتے تھے، حضرت والد صاحب نے تھانوی مسلک کا شوق دلانے کے لیے یہ فرمایا۔

خلافت

حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ سے مجھے خلافت حاصل نہیں، ان کے بعد میں نے حضرت مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ سے تعلق قائم کیا اور ان سے خلافت بھی ہے، اور پھر ان کے بعد حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مد ظلہ نے خلافت دی(۵۷)، وہ اکثر مواجہہ شریف میں

(۵۷) شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہ کو دیکھا کہ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم کی بہت قدر فرماتے ہیں، ایک دفعہ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم بیمار ہوئے، شوگر بڑھ گئی تھی اور ہسپتال میں زیر علاج تھے، بندے نے حضرت شیخ الاِسلام صاحب مد ظلہ کو اطلاع دی تو حضرت نے فرمایا: « شفاہ اللہ تعالی، فانہ ذخر ثمین »۔

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہ نے حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم کو خلافت دی تو اس میں یہ تحریر فرمایا: "ایسی مثالیں موجود ہیں کہ چھوٹوں نے بڑوں کو اجازت دی ہے"۔

نماز پڑھتے تھے، ایک مرتبہ کھڑے کھڑے از خود فرمایا کہ "میں نے استخارہ کیا ہے، آپ کو میری طرف سے اجازت ہے [۵۸]، چاہتا ہوں کہ تھانوی سلسلے میں آپ بیعت کریں"۔ بس جی، یہاں کے رہنے والوں کے ساتھ ان کا حسن ظن ہے، مگر بندہ اپنی ضعف اور یہاں کے حالات کے پیش نظر اس پر عمل نہ کر سکا [۵۹]، البتہ احسان و سلوک کا بیان میرے ہر سبق کا جزو اعظم رہا ہے [۶۰]۔

توکل علی اللہ

میں ۱۳۹۴ھ میں مدینہ منورہ آیا تھا، تقریبا ۴۵ سال ہو گئے ہیں، ۱۴۳۹ھ چل رہا ہے، پہلے میں اکیلا آیا تھا، سات ماہ بغیر اقامے کے رہا، سال کے بعد جامعہ اسلامیہ کی طرف سے تعلیم کا اقامہ مل گیا [۶۱]۔

---

(۵۸) تحریری خلافت نامہ کا عکس آخر میں موجود ہے۔ اَبو سہل

(۵۹) حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کی اصلاحی مجلس ضعف سے پہلے ڈاکٹر عبد المؤمن صاحب کے یہاں ہوا کرتی تھی اور چند احباب کو حضرت سے خلافت بھی حاصل ہے جنکے اَسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

۱- مفتی نجم اللہ بن شیخ قادر اللہ صدیقی صاحب مدظلہ متخرج جامعہ دارالعلوم کراچی، مقیم مدینہ منورہ

۲- مولانا زبیر بن شیخ یونس میمن صاحب مدظلہ متخرج جامعہ دارالعلوم کراچی، مقیم مدینہ منورہ

۳- مفتی احسان الحق صاحب مدظلہ متخرج جامعہ دارالعلوم کراچی، مقیم مدینہ منورہ

۴- ڈاکٹر عبد المؤمن صاحب مدظلہ مقیم مدینہ منورہ

۵- حاجی صلاح الدین مدظلہ ہندوستان

(۶۰) حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم سبق کے دوران طلبہ کی تربیت و تزکیہ کی خاطر اکابر کے ملفوظات، ان کے اتباع سنت، زہد و استغناء، تقوی و تواضع، للہیت و انابت اور اَصول پسندی، ادب مع الاکابر، دین کی خاطر قربانی کے واقعات سناتے تھے، اللہ کو گواہ بنا کر میں کاتب السطور یہ کہتا ہو کہ واللہ، ان واقعاتِ اکابر کا عملی نمونہ ہم اپنے استاذ محترم کے اندر دیکھ لیتے کہ اکابر کا تقوی و تواضع، زہد و استغناء اَصول پسندی وغیرہ کیسی ہوتی تھی، اللہ تعالی کی مدد شامل حال رہی تو حضرت کے ان واقعات وملفوظات کو جمع کیا جائے گا کہ میرے لئے سب سے پہلے، پھر آنے والی نسل کیلئے مشعل راہ ہوں۔ اَبو سہل

(۶۱) حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے سنایا کہ اقامہ لگوانے کے لئے سعودیہ سے باہر جانا ضروری تھا، اسلئے حضرت اور مزید تین احباب اردن گئے تھے، وہاں مسجد جو تبلیغی مرکز تھا اسمیں قیام فرمایا تھا، اللہ کا فضل رہا کہ =

پھر دوسرے دن میں نے بچوں کو لانے کی تیاری کرلی، بچوں کو وہاں چھوڑ کر آیا تھا، حضرت قاری فتح محمد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ”ارے بھائی! تم جارہے ہو بچوں کو لانے کے لیے، ۳۰/ ریال تو تمہارا وظیفہ ہے، بچوں کا خرچہ ہو گا، ان کی رہائش ہو گی، یہ سارے اخراجات کہاں سے پورے کروگے؟“ میں نے عرض کیا: ”حضرت! بچوں کا رازق میں نہیں ہوں، وہ وہاں ہیں تو ان کا رزق اللہ پاک وہاں بھیج رہا ہے، وہ جب یہاں آجائیں گے تو ان کا رزق بھی یہاں منتقل ہو جائے گا، اور رزق میں صرف کھانا پینا نہیں، بلکہ تمام ضروریات زندگی شامل ہیں“، تو پھر حضرت نے فرمایا کہ "اگر یہ بات ہے تو پھر جا کے لے آؤ"، تو میں جا کے لے آیا، جوں ہی بچے یہاں پہنچے تو ۳۰/ ریال والا وظیفہ ۳۰۰/ ریال ہو گیا، میں نے حضرت کو بتایا تو حضرت خوش ہوئے، رہائش وغیرہ کے لیے رباط مل گئی، رباط بنگال کا انتظام میرے سپرد ہوا تو وہاں رہائش بھی تھی اور تنخواہ بھی تھی، وہی بزرگ جن کا حزب اعظم کے تعلق سے ذکر آیا تھا (یعنی میر جمیل صاحب)، انہوں نے میرے کان میں فرمایا کہ "مولوی صاحب مولوی صاحب! یہ لنگر رسول ﷺ سے خیرات ملی ہے"، میں نے کہا کہ "حضرت بجا فرمایا آپ نے"۔

رفقاء درس

مشہور حضرات میں سے آپ کے رفیق درس کون کون تھے؟ خیر المدارس اور عباسیہ کے؟

ایک مولانا نیاز احمد صاحب تھے، اصل میں شرح الوقایہ میں داخل ہوا تھا، اس سے پہلے جو کنز الدقائق کی جماعت تھی، وہ جب اگلے درجے میں پہنچی تو اس کے دو حصے کر دیے گئے تھے،

حضرت کے کفیل ہمیشہ اہل علم رہیں، پہلے جامعہ اسلامیہ پھر مولانا عبد القادر مرغیلانی رحمہ اللہ، انکے بعد حضرت مولانا عبد الحفیظ مکی رحمہ اللہ اور اب انکے چھوٹے بھائی جناب مولانا زبیر ملک عبد الحق حفظہ اللہ۔ اُبو سہل

بعض کو شرح الوقایہ دی اور بعض کو الہدایہ دی، میں چونکہ شروع سے یہ ارادہ کر کے گیا تھا کہ میں شرح الوقایہ میں جاکر داخلہ لوں گا، استاذ مولانا صدیق صاحب نے فرمایا کہ "آپ شرح الوقایہ پڑھوگے یا الہدایہ پڑھوگے؟" میں نے عرض کیا کہ "حضرت میں وہاں سے ارادہ کر کے آیا ہوں کہ شرح الوقایہ کی جماعت میں داخلہ لوں گا"۔

اس طرح شرح الوقایہ کی جماعت میں داخلہ ہو گیا، مولانا نیاز احمد صاحب بہاولنگر کے تھے، وہ ہمارے ساتھی تھے، فارغ ہونے کے بعد وہاں ایک سبز مسجد ہے بزرگوں کی، پرانی مسجد ہے، وہاں اوپر مدرسہ بھی تھا، تو وہاں کے ناظم بن گئے۔

ایک مولوی محمد رفیع صاحب تھے پنجاب کے، وہ بھی وفات پاگئے۔ مولانا نیاز احمد صاحب حیات ہیں [٦٢]، ان کی اولاد ہیں، وہ بھی عالم حافظ ہیں۔

ایک مولانا الیاس صاحب کوہاٹی تھے، وہ اب راولپنڈی میں مسجد زکریا (تبلیغی مرکز) میں ہیں، اور حیات ہیں، وہاں رہتے ہیں، اور ان کی نگرانی میں تحفیظ القرآن کا ایک مدرسہ ہے۔

ایک مولانا نیاز احمد صاحب کوہاٹی بھی تھے، وہ فوت ہو گئے، وہ بھی عالم تھے، خیر المدارس کے مفتی تھے، بس اب یہ رہ گئے ہیں، ہمارے پرانے جاننے والوں میں سے۔

زندگی کے کچھ عجیب واقعات

واقعہ نمبر ا:

ایک دفعہ میں بس سے اترا، گھر جا رہا تھا، راستے میں میدان ہے، قریب ہی چھوٹی سی شکار گاہ ہے جس میں جنگلی اور شکاری جانور رہتے ہیں اور ساتھ ہی بڑا تالاب ہے، جب میں اس کے قریب پہنچا تو دو بڑے موٹے بھیڑیے آ گئے، ان کا پیٹ بھرا ہوا تھا، ایک نے کھڑے ہو کر

(٦٢) مگر آج علم ہوا کہ انکا پچھلے دنوں ۲۲ / ۴ / ۱۴۴۰ انتقال ہو گیا۔ رحمہ اللہ رحمہ واسعہ

مجھے دیکھا، پھر دونوں چل پڑے، اللہ نے بچالیا، میں تنِ تنہا تھا، میرے ہاتھ میں کچھ تھا بھی نہیں، ہوتا بھی تو کیا کرتا۔

واقعہ نمبر ۲: دوسری دفعہ احمد پور شرقیہ اسٹیشن سے میں خیر المدارس ملتان جارہا تھا، ایک طرف سے دوسری طرف عبور کر رہا تھا، لائن کے وسط میں تھا کہ ادھر سے مال گاڑی آگئی، اس نے رکنا ہی نہیں تھا، وہ آوازیں دیتی آرہی تھی، میں بے پرواہ وسط لائن میں ہی تھا کہ جلدی سے ایک آدمی نے میرا ہاتھ پکڑا اور کھینچ لیا، میرے پاؤں کنارے پر پہنچے ہی تھے کہ گاڑی گذر گئی، اللہ نے بچالیا، اللہ کی شان ہے۔

واقعہ نمبر ۳:

تیسرا واقعہ یہ ہوا کہ رحیم یار خان میں تھا، ایک بیت الخلا میں داخل ہوا، وہاں بہت بڑا سانپ تھا، وہ آواز دیتا ہوا میری دونوں ٹانگوں کے درمیان سے گذر گیا، کاٹا نہیں، اللہ نے بچالیا۔

میں نے پہلے ذکر کیا کہ روضۃ الجنۃ میں میں نے تین دعائیں کی تھیں:

۱۔ رفیق صالح مل جائے، حضرت قاری فتح محمد رحمہ اللہ کی صحبت مل گئی، یوں یہ دعا قبول ہوئی۔

۲۔ دوسری دعا علمی مشغلہ مل جائے، اللہ نے وہ بھی قبول فرمائی۔

۳- تیسری دعا بندہ برابر کرتا رہتا ہے، کبھی کیف اور گریہ وزاری بھی طاری ہو جاتی ہے، دربار عالی ﷺ میں بھی عرض کرتا رہا، شروع جمادی الثانی کعبۃ اللہ مطاف میں میزاب رحمت کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، کہ کیف اور گریہ طاری ہوا اور زبان پر وہی دعا ''اللھم ارزقني شھادۃ في سبیلک'' جاری ہو گئی،، اور یہ بھی «اللهمَّ اجعل خير أيَّامنا يوم نلقاك فيه» کہ موت کے دن کو زندگی کا بہترین دن بنادے، رمضان مبارک ہو، شب قدر ہو، جمعے کا دن ہو، آپ ﷺ کے قدموں میں

مخلصانہ مقبولانہ شاداں وفرحاں "فزت وربِّ الکعبۃ" کی شان والی شہادت نصیب فرما، اور پہلے ہی قطرے سے بہ طور عفو سلطانی مغفرت کلی ہو جائے۔

اور یہ بھی دعا کافی مہینوں سے شروع کر دی ہے: "اے اللہ مجھے، میرے والدین کو اور جو لوگ میری نماز جنازہ پڑھیں ان کو بخش دے"۔

مکہ مکرمہ سے جب مدینہ منورہ پہنچا تو ماہ مبارک کا ورقۂ نظام اوقات دیکھا(۶۳)، تو معلوم ہوا کہ شب قدر جمعے کی رات ہے، مکی کیف اور دعاؤں کو اشارۂ غیب سمجھ کر مزید عاجزانہ دعائیں کرنے لگا، اپنی یادگار، درسی کاپی اور تحریریں ہونہار استفادہ کرنے والے طالب علموں کو بہ طور یادگار ہدیہ کر دیں، مدینہ منورہ میں جن طلبہ کے ساتھ استفادہ وافادہ کا تعلق رہا، وہ اکثر بلکہ سب حفاظ قرآن، متبع سنت اور اشاعت دین میں (تعلیم و تعلم اور دعوت و تبلیغ کے ذریعے) مصروف ہیں(۶۴)، ان کو اپنا صدقۂ جاریہ اور وسیلۂ آخرت سمجھتا ہوں۔

اولاد در اولاد اور ان کی ازواج کے لیے ہمیشہ دعا گو رہا اور ہوں، اور امیدوار ہوں گا کہ اللہ پاک ان کو اخلاص کے ساتھ دین کا شیدائی، فدائی اور داعی بنائے، خوش حال وخوش مال بنائے۔

مدنی وصیت

یاد رکھیں کہ مسلمانوں کے حال ان کے اعمال کے تابع ہیں، موجودہ حالات، قرآنی و دینی غفلت کو دیکھ کر دل دکھتا ہے، اللہ پاک سب کو ہدایت موصلہ الی المطلوب نصیب کریں، ان کو چوٹی سے پکڑ کر دین پر گامزن کر دیں۔

---

(۶۳) یہ الفاظ حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے ۱۷/۸/۱۴۳۰ھ میں تحریر فرمائے تھے اپنی "یادگار سرگذشت" میں، وہیں سے نقل کیے جارہے ہیں۔ اَبو سہل

(۶۴) بعد فضلہ تعالیٰ حضرت کی تربیت کا صدقہ ہے۔ اَبو سہل

عزیزان حافظ عبد القدیر، حافظ محمد متقی مدنی، حافظ حامد متقی مدنی اور حافظ حماد محمد متقی مدنی کو اللہ پاک حفظ قرآن کا ذوق وشوق جذبہ عشق کے درجے کا عطا فرمادیں کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے گاڑی چلاتے حفظ قرآن ان کی زبان پر جاری ہو جائے، مرنے کے بعد میرا دل خوش ہو جائے گا، ورنہ مرنے کے بعد دل دکھتا رہے گا، سب اولاد در اولاد اور ان کے ازواج کو بندے کی نصیحت اور آخری مدنی وصیت ہے کہ اپنا اور اپنے بچے بچیوں کا دینی مزاج بنائیں، حفظ قرآن کرائیں، دینی تعلیم دیں، چاروں بھائی باری باری تبلیغ میں لگیں، تاکہ دینی مزاج بنے، اندرونی بیرونی زندگی میں دین ہی دین ہو، حلال وحرام کی تمیز ہو، میرے شاگرد عزیز عاطف میاں سلمہ (٦٥) سے سبق حاصل کریں، کہ کروڑ پتی، ٹھیٹھ دنیادار، حلال وحرام سے ناواقف، اعلی انگریزی تعلیم یافتہ، کفرستان امریکہ کا رہنے والا تبلیغ میں آیا، اس اکیلے کی وجہ سے پورا خاندان تبلیغی اور دین دار بن گیا، انگریزی تعلیم چھوڑ دی، دینی تعلیم میں لگے، اللہ پاک نے دین بھی عطا فرمایا اور دین کی برکت سے دنیا بھی خوب عطا فرمائی، کہ جنھیں حلال وحرام کے رلے ملے کاروبار سے سالانہ ایک کروڑ کی بچت ہوتی تھی، اب خالص حلال کاروبار سے سالانہ نو کروڑ کی بچت ہوتی ہے۔

مولانا مفتی اسماعیل صاحب (٦٦) مدظلہ نے دادا کی نصیحت پر کالج کی ڈاکٹری تعلیم چھوڑی، بڑی عمر میں علم پڑھا، مفتی بنے، دینی دنیوی عزت حاصل کی، یاد رکھیں کہ دینی نسبت سے جو حقیقی عزت ملتی ہے، وہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے، اللہ پاک سب کو ہدایت فرمائے اور اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق بخشے، آمین یا ربّ العالمین بجاہ سیّد المرسلین صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وأزواجہ وبارک وسلّم تسلیما کثیرا کثیرا۔ تمت بالخیر

---

(٦٥) رابعہ خامسہ اور سادسہ حضرت استاذ صاحب سے مدینہ میں پڑھی، تخرج جامعہ اشرفیہ و تخصص في الفقہ ڈاکٹر عبد الواحد صاحب کے پاس کیا، مؤسس إدارة **نافع** لاہور وإدارة **الاستاذ** برائے تربیت معلمین واساتذہ۔ أبو سہل

(٦٦) مہتمم وبانی جامعہ خلفاء راشدین احمد پور شرقیہ (فرج اللہ عنہ)

بر کۃ العصر عالم ربانی

حضرت اقدس مولانا عبد القادر بن محمد متقی صاحب مہاجر مدنی حفظہم اللہ

اور

متعلقین واحباب کے تأثرات ومشاہدات

شیخ الاسلام مفتی تقی صاحب دامت برکاتہم کیطرف سے ملنے والا خلافت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی و محترمی جناب مولانا عبد القادر صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

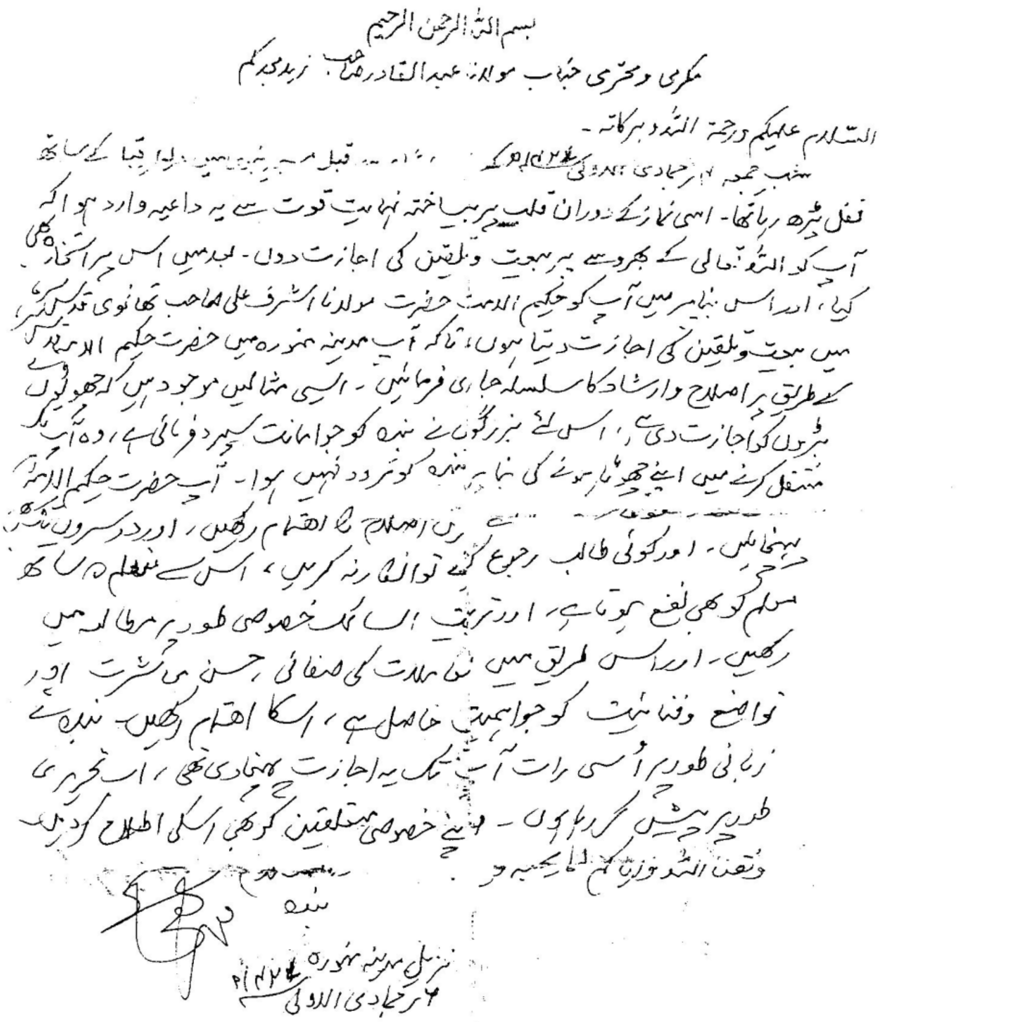
شبِ جمعہ ۴/جمادی الاولی ۱۴۲۴ھ کو نماز عشاء سے قبل مسجد نبوی میں دیوار قبلہ کے ساتھ نفل پڑھ رہا تھا، اسی نماز کے دوران قلب پر بے ساختہ نہایت قوت سے یہ داعیہ وارد ہوا کہ آپ کو اللہ تعالی کے بھروسے پر بیعت و تلقین کی اجازت دوں، بعد میں اس پر استخارہ بھی کیا، اور اس بنا پر میں آپ کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ میں بیعت و تلقین کی اجازت دیتا ہوں، تاکہ آپ مدینہ منورہ میں حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے طریق پر اصلاح وارشاد کا سلسلہ جاری فرمائیں، ایسی مثالیں موجود ہیں کہ چھوٹوں نے بڑوں کو اجازت دی ہے، اس لیے بزرگوں نے بندے کو جو امانت سپرد فرمائی ہے، وہ آپ تک منتقل کرنے میں اپنے چھوٹا ہونے کی بنا پر بندے کو تردد نہیں ہوا، آپ حضرت حکیم الامت (کے ملفوظات کے ذریعہ) اصلاح کا اہتمام رکھیں، اور دوسروں تک بھی پہنچائیں، اور کوئی طالب رجوع کرے تو انکار نہ کریں، اس سے متعلم کے ساتھ معلم کو بھی نفع ہوتا ہے، تربیت السالک خصوصی طور پر مطالعے میں رکھیں، اور اس طریق میں معاملات کی صفائی، حسن معاشرت اور تواضع وفنائیت کو جو اہمیت حاصل ہے، اس کا اہتمام رکھیں، بندے نے زبانی طور پر اسی رات آپ تک یہ اجازت پہنچادی تھی، اب تحریری طور پر پیش کر رہا ہوں، اپنے خصوصی متعلقین کو بھی اس کی اطلاع کر دیں، وفّقنا اللہ وإیّاکم لما یحبّہ۔

بندہ محمد تقی

نزیل مدینہ منورہ

۶/جمادی الاولی ۱۴۲۷ھ

شیخ الاِسلام مفتی تقی صاحب دامت برکاتہم کیطرف سے ملنے والے خلافت نامہ کا عکس



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی ومحترمی جناب مولانا عبدالقادر صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شب جمعہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ کو [illegible] قبل [illegible] کے ساتھ
نفل پڑھ رہا تھا۔ اسی نماز کے دوران قلب پر بے ساختہ نہایت قوت سے یہ داعیہ وارد ہوا کہ
آپ کو اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر بیعت وتلقین کی اجازت دوں۔ بعد میں اس پر استخارہ بھی
کیا، اور اسی بنا پر میں آپ کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے سلسلہ
میں بیعت وتلقین کی اجازت دیتا ہوں، تاکہ آپ مدینہ منورہ میں حضرت حکیم الامت کے
طریق پر اصلاح وارشاد کا سلسلہ جاری فرمائیں۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ چھوٹوں کو
بزرگوں نے اجازت دی ہے، اس لئے بزرگوں نے بندہ کو جو امانت سپرد فرمائی ہے، وہ آپ تک
منتقل کرنے میں اپنے چھوٹا ہونے کی بنا پر بندہ کو تردد نہیں ہوا۔ آپ حضرت حکیم الامت
[illegible] اصلاح کا اہتمام رکھیں، اور دوسروں تک
پہنچائیں۔ اور کوئی طالب رجوع کرے تو انکار نہ کریں، اس سے متعلم کے ساتھ
معلم کو بھی نفع ہوتا ہے، اور تربیت السالک خصوصی طور پر مطالعہ میں
رکھیں۔ اور اس طریق میں نیت کی صفائی جس میں کثرت اور
تواضع وفنائیت کو جو اہمیت حاصل ہے، اس کا اہتمام رکھیں۔ بندہ نے
زبانی طور پر اسی رات آپ تک یہ اجازت پہنچادی تھی، اب تحریری
طور پر پیش کر رہا ہوں۔ اپنے خصوصی متعلقین کو بھی اس کی اطلاع کر دیں۔
وفقنا اللہ وإیاکم لما یحبہ و[illegible]

بندہ

نزیل مدینہ منورہ
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

ہمارے استاد محترم حضرت الشیخ مولانا عبدالقادر محمد متقی صاحب دامت برکاتہم(٦٧)

حامدا اللہ ومصلیا ومسلما علی سیدنا رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہ

امابعد، اللہ تبارک وتعالی ہر دور میں ایسے علماء پیدا فرماتے ہیں جو امت کے لئے ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں ان کا وجود امت میں باعث خیرات وبرکات ہوتا ہے ان کو دیکھنے سے اللہ تعالی کی یاد آجاتی ہے حدیث شریف میں ہے «ألا أخبركم بخياركم» قالوا: بلى يا رسول الله قال: «الذين إذا رؤوا، ذكر الله تعالى».رواہ احمد في مسندہ من حدیث أسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا مرفوعا وہذا حدیث صحیح۔

ہمارے استاد محترم حضرت الشیخ مولانا عبدالقادر محمد متقی صاحب دامت برکاتہم عصر حاضر کے عظیم علماء میں سے ہیں جو ہمہ وقت علم نافع اور عمل صالح میں مصروف رہتے ہیں ان کی زیارت کر کے اللہ تعالی کی یاد آجاتی ہے اللہ تعالی استاد محترم کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔

مجھے حضرت والا سے بہت سی کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی منجملہ ان کے ریاض الصالحین، نورالانوار اور ھدایہ کے بعض حصے اور بھی متعدد کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت والا کا اخلاص

جس زمانہ میں ہم حضرت والا سے پڑھتے تھے اس وقت سے ہی حضرت کے اخلاص کا اثر ہمارے قلوب پر محسوس ہوتا تھا، یہ بات مسلم ہے کہ قلوب کا انعکاس قلوب پر ہوتا ہے۔ اسی لئے والد

---

(٦٧) بقلم حضرت اقدس مفتی عبدالرحمن الکوثر خلف رشید عالم ربانی حضرت مفتی محمد عاشق الہی حفظہم اللہ شیخ الحدیث الشریف الشریف بمرکز ابن الجزری لإسلامی بمملکۃ البحرین۔

ماجد حضرت مولانا المفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے لئے ایسے اساتذہ کا انتخاب فرمایا تھا جن کے اخلاص کی برکات ہم آج تک اپنے قلوب پر محسوس کر رہے ہیں۔ان اساتذہ کرام میں سے حضرت الشیخ مولانا عبد اللہ صاحب بستوی رحمہ اللہ بھی ہیں جو حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ کے تلمیذ خاص تھے اور ان میں سے حضرت مولانا محمد یحی مدنی طیب اللہ ثراہ بھی ہیں جو حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز ہیں اور معہد الخلیل الاسلامی کے بانی ہیں۔

جس زمانہ میں ہم حضرت والا (مولانا عبد القادر صاحب دامت برکاتہم) سے پڑھتے تھے حضرت مسجد خلیل باب العوالی میں پڑھانے کے لیے خود چل کر تشریف لاتے تھے، بندہ کو اچھی طرح یاد ہے کہ مسجد کے صحن میں بیٹھ کر حضرت ہمیں ریاض الصالحین پڑھاتے تھے، یہ مسجد بعد میں بقیع الغرقد کی توسیع میں داخل ہوگئی حضرت والا سے ھدایہ کی بعض جلدیں بھی اسی مسجد کے صحن میں بیٹھ کر پڑھیں، كأني أنظر إلى مجالسه العلمية الآن وأجد بردها في قلبي جزاه الله تعالى عنا خير الجزاء اور نورالانوار ہم نے حضرت کے مکان پر حاضر ہو کر (جو کہ محلہ عنابیہ میں تھا) پڑھیں. جزاہ اللہ خیر الجزاء.

حضرت والا حفظہ اللہ تعالی کا تواضع

حضرت والا دامت برکاتہم تواضع ،انکساری و عاجزی میں آپ بڑا مقام رکھتے ہیں ،اور یہ صفت تواضع حضرت والا کے اندر ہم طالب علمی کے زمانہ سے ہی دیکھتے چلے آئے ہیں حضرت والا حفظہ اللہ اپنے تلامذہ سے بھی اتنے تواضع سے ملتے ہیں کہ تلامذہ پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ «مَنْ تَوَاضَعَ لله رَفَعَهُ الله» .(مصنف ابن أبي شيبة، ٧/١٢٠)

ایک مرتبہ حضرت استاذ محترم بندہ سے فرمانے لگے بھائی آپ تو ہم سے بڑھ گئے۔ اللہ اکبر! کیا شان ہے ان بزرگوں کی کہ اپنے شاگردوں سے ایسے متواضع کلمات ارشاد فرمارہے ہیں۔

حضرت والا کا زہد

حضرت والا جب سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے اس وقت سے زاہدانہ زندگی گزاری، اور صبر وشکر سے رہتے رہے، جس زمانہ میں ہمیں پڑھاتے تھے اس وقت بھی حضرت والا کی کوئی تنخواہ یا مشاہرہ نہیں تھا۔ حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہ بھی توکل علی اللہ پر تھے اور حضرت استاذ محترم بھی، وأجرھما علی اللہ تعالی

حضرت والا کا علمی مقام

حضرت والا دامت برکاتہم کا علمی مقام کسی بھی شاگرد پر مخفی نہیں، حضرت والا پڑھاتے وقت صیغے بھی ذہن نشین کرواتے تھے، اور علمی سوالات بھی کرتے رہتے ہیں، حضرت والا کی تدریس سرسری نہیں ہوتی تھی بلکہ تدریس میں تعمق ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ حضرت والا کو اپنے شایان شان جزاء خیر دونوں جہاں میں عطا فرمائے۔

حضرت والا کی علم فرائض میں مہارت

حضرت والا حفظہ اللہ ورعاہ علم الفرائض یعنی علم المواریث میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، ہم نے حضرت سے کئی مرتبہ یہ علم پڑھا ہے، اور حضرت نے علم الفرائض کی ایک خاص کاپی بھی بنائی ہوئی ہے جس میں علم الفرائض کا خلاصہ ہے۔ حضرت والا کا وجود اہل مدینہ کیلئے بڑا غنیمت ہے۔ جس کو علم المواریث میں مہارت حاصل کرنی ہو اس کو چاہئے کہ حضرت سے فائدہ حاصل کرے۔ ایسے حضرات جنہوں نے اپنے آپ کو دین کیلئے وقف کیا ہوا ہے، ان سے اگر استفادہ نہ

کیا جائے تو بڑی محرومی کی بات ہو گی۔ لہٰذا جس کو یہ میری تحریر ملے وہ حضرت سے علم الفرائض میں مہارت حاصل کر لے۔

حضرت والا کا علم الفرائض میں مہارت کا اندازہ قارئین اس سے لگا سکتے ہیں، کہ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم حضرت والد ماجد مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی قدس سرہ نے جب التسہیل الضروری لمسائل القدوری تالیف فرمائی تو کتاب الفرائض لکھنے کے بعد حضرت والا کے پاس بھیجی تاکہ حضرت والا اس کی مراجعت فرمالیں۔

حضرت والا کا اکابر کا احترام

حضرت والا حفظہ اللہ کے اندر ہم نے جو صفات دیکھیں ان میں سے ایک اہم صفت یہ بھی ہے کہ آپ اپنے اکابر کا تذکرہ بڑی عقیدت و محبت سے کرتے ہیں، اور ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً ضرور کہتے ہیں، اور جب حضرت والا یہ دعائیہ کلمات کہہ رہے ہوتے ہیں تو حضرت کی اس دعا میں ایسا اخلاص اور ایسی محبت ٹپک رہی ہوتی ہے کہ میں کیا بتاؤں؟ بس اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں تمام اکابر کی برکات نصیب فرمائے اور ان کے علوم و معارف کا فیضان ہم پر جاری فرمائے۔ آمین

مدینہ منورہ میں حضرت کے تلامذہ

وقت حاضر میں جو بھی درس نظامی کی تدریس مدینہ منورہ میں ہو رہی ہے اس کے مدرسین حضرت والا کے شاگرد ہیں، یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ حضرت والا کا فیض خوب جاری ہے۔ اللھم اجعل ذلک في میزان حسنات شیخنا۔

حضرت والا کے اساتذہ کرام

حضرت والا کے حدیث شریف میں سب سے بڑے شیخ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو اپنے وقت کے کبار علماء واولیاء کرام میں سے تھے۔ اور جامعہ خیر المدارس کے بانی بھی تھے، اور حضرت حکیم الامت تھانوی کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ حضرت والا کے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب ملتانی قدس سرہ بھی ہیں، جو جامعہ خیر المدارس میں رئیس دارالافتاء تھے اور اس قدر سادگی اور تواضع سے رہتے تھے کہ کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کہ آپ کوئی بڑی شخصیت ہیں، علم کا سمندر تھے، بڑے فقیہ تھے، اور تقویٰ و اصلاح میں عجیب مقام رکھتے تھے، الحمدللہ، ثم الحمدللہ، ثم الحمدللہ، ہمیں بھی ان سے شرف تلمذ حاصل ہے، وہ اس طرح کہ حضرت والد ماجد نوراللہ مرقدہٗ کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی اکابر علماء کی حرمین شریفین میں حاضری ہوتی تھی تو حضرت والد صاحب قدس سرہ ہمیں ان کی خدمت میں بھیجتے تھے اور ان حضرات سے اسباق پڑھواتے تھے، چنانچہ حضرت مفتی عبداللہ صاحب جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ہدایہ کے اسباق ان سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے ھدایہ کتاب الحج کے کچھ اسباق پڑھے تھے، حضرت والا کے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ بھی ہیں، جو مفتی عبداللہ صاحب ملتانی رحمہ اللہ کے بعد جامعہ خیر المدارس میں رئیس دارالافتاء رہے، یہ بھی بہت عظیم شخصیت تھے، چہرہ مبارک پر انوار عبادت عیاں رہتے تھے، محقق عالم تھے، آپ کا شمار پاکستان کے کبار اہل افتاء میں تھا، ہمیں بھی الحمدللہ، ثم الحمدللہ، ثم الحمدللہ، ان سے شرف تلمذ حاصل ہے، حضرت تشریف لائے ہوئے تھے رمضان المبارک سے لے کر حج تک مدینہ منورہ میں قیام رہا ان سے سراجی فی المیراث پڑھی اس سے پہلے حضرت والا (حضرت مولانا عبدالقادر صاحب مدظلہ) سے بھی پڑھی تھی۔

حضرت سے اجازت حدیث

حضرت والا حفظہ اللہ سے ہم نے حدیث شریف میں ریاض الصالحین چالیس سال پہلے پڑھی تھی، لیکن اجازت حدیث لینے کی طرف توجہ نہ ہوئی، پھر جب یہ سعادت بھی حاصل کرنے کی توفیق نصیب ہوئی تو بندہ نے مسجد نبوی شریف میں ملاقات کر کے عرض کیا کہ حضرت اجازت حدیث عنایت فرما دیجئے، حضرت نے حسب عادت تواضع فرمایا، پھر الحمد للہ حدیث شریف کی اجازت عامہ بجمیع مرویاتہ عنایت فرمادی۔ فجزاہ اللہ تعالی عنی خیرا

یہ چند سطریں جو ذہن میں حاضر ہوئیں لکھ دی ہیں جو کہ حضرت کے علم و مقام کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالی بڑے کریم ہیں اپنے فضل سے قبول فرمالیتے ہیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم. وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

کتبہ العبد الفقیر الی اللہ

عبد الرحمن الکوثر

عفا اللہ عنہ وعافاہ وجعل آخرتہ خیرا من اولاہ

خادم الحدیث الشریف بمرکز ابن الجزري الإسلامي بمملکۃ البحرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیک ہستی میرے عظیم بزرگ استاد حضرت مولانا عبد القادر صاحب دامت برکاتہم [68]

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد، اللہ رب کا فضل واحسان وکرم ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے دین مبین کی حفاظت کا ذمہ خود لیاہے جیسے ارشادربانی ہے «إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون»، اور عالم اسباب میں اسکی حفاظت کا انتظام یوں فرمایا کہ اہل حق کی ایک جماعت کو اپنے دین مبین کی حفاظت کیلئے چن لیاہے جو قیامت کی صبح تک دین حق کی پاسداری کا فریضہ سرانجام دیتی رہے گی۔

اہل حق کی جماعت کے ان خوش نصیب ہستیوں میں سے ایک نیک ہستی میرے عظیم بزرگ استاد حضرت مولانا عبد القادر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ہیں جنکی نیک صحبت سے اور فیوض وبرکات سے علماء طلباء اور زائرین فیض یاب ہورہے ہیں، اللہ تعالی حضرت کی عمر میں، صحت میں، سایہ شفقت میں برکت عطافرمائے۔

الحمدللہ بندہ حج وعمرہ کے مبارک سفر کے دوران حضرت کی نیک مجلس سے استفادہ کرتا رہتاہے، بندہ ایک مرتبہ حضرت کی مجلس میں بیٹھاہوا تھا، مدینہ منورہ کے بعض احباب کو فرمانے لگے کہ "تم مدینہ منورہ میں اتباع سنت کے ساتھ زندگی گزارو"، پھر فرمانے لگے: ایک آدمی اتباع سنت کے ساتھ زندگی گزار رہاہے وہ دنیا کے جس کونے میں موجود ہو مشرق میں ہو یا مغرب میں، اسکی دوری حضوری سے کم نہیں وہ دور رہ کر مدینہ منورہ میں ہے، پھر فرمانے لگے: " سنت کی مثال نورانی تار کی طرح ہے جس کا منبع ومرکز گنبد خضراء ہے، بلپ تار کے ساتھ جڑا ہوا ہو چاہے کتنے

---

(۶۸) بقلم حضرت مفتی محمد حسن صاحب حفظہ اللہ مصنف "الصرف العزیز" وغیرہ۔

ہی فاصلے پر کیوں نہ ہو وہ خود بھی روشن ہو گا آس پاس کے علاقے کو بھی روشن کریگا، اسی طرح سنت کے نور سے جو شخص بھی جڑا ہوا ہو گا وہ خود بھی منور ہو گا اور پورے عالم کو بھی منور کرے گا۔بتوفیق اللہ تعالی وعونہ

بندے کی ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے واپسی ہو رہی تھی، سواری میں رخصت کرتے وقت ایک جملہ فرمایا کہ "تم مدینہ منورہ سے جارہے ہو، یہ نیت کر کے جاؤ کہ سرکار کے کام کیلئے جارہے ہو"، پھر فرمانے لگے: "جو آدمی سرکار کے کام میں جہاں بھی لگا ہوا ہے وہ سرکار کے پاس ہی ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو ٹھنڈک پہنچارہا ہے"۔

ایک موقع پر فرمایا: "اتباع سنت کوئی مشکل نہیں، سنت کا معنی ہے "الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین" اس معنی کے اعتبار سے پورے دین پر سنت کا اطلاق ہوتا ہے، نماز پڑھنا آپکا پیارا نورانی طریقہ، روزہ رکھنا آپکا پیارا نورانی طریقہ، قرآن پاک کی تلاوت کرنا آپکا پیارا نورانی طریقہ، اللہ تعالی کا ذکر کرنا، زبان سے سچ بولنا، بھولے ہوئے کو راستہ بتلانا، غریبوں سے ہمدردی کرنا، الغرض قدم قدم پر اللہ پاک کے پیارے حبیب ﷺ کے پیارے نورانی طریقے اللہ کی رحمت کا سایہ بنکر ہمارے سروں پر کھڑے ہوتے ہیں آپ کے ان پیارے نورانی طریقوں کو اپنانا یہ دنیا میں ہی جنت کی ٹھنڈی ہواؤں کو پانا ہے"، اللہ تعالی ہم سب کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کی سچی محبت واتباع نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر نصیب فرمائے ہمارے نیک محترم بھائی استاذ حضرت مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم کو جنہوں نے بڑی محبت اور محنت سے حدیث شریف کی مبارک کتاب مشکاۃ شریف پر حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے درسی استفادات کو مرتب کیا ہے۔

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے مرتب زید مجدہم کی اس نیک کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور طالبین کیلئے اس کو نافع بنائے، آمین یارب العالمین۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب مہاجر مدنی حفظہ اللہ تعالی (۶۹)

الحمد لله والصلاة والسلام على سيدنا رسول الله ﷺ أما بعد،

وہ شخصیات جنکی اللہ کے اس کمزور اور ناتواں بندے پر خصوصی توجہ اور عنایت رہی اور قدم قدم پر قیمتی نصائح اور رہنمائی سے نوازتے رہے ان میں حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب مہاجر مدنی کا نام مبارک نمایاں ہیں۔ حضرت کا زہد اور کثرت عبادت اور مجاہدہ سلف صالحین کی زندگی کا حقیقی نمونہ ہے، گوشہ نشینی اور گمنامی کو پسند فرماتے ہیں، لباس و انداز سے یہ اندازہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ شخص علم کا سمندر رہے۔ فقہ اور اصول فقہ، نحو وصرف اور علم الفرائض میں بڑی مھارت ہے، حضرت کے دریائے علم سے فیض حاصل کرتا ہوں اور اپنی علمی پیاس بجھاتا ہوں۔ خوابوں کی تعبیر کا بھی آنحضرت کو اللہ تعالی نے علم عطا فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ: «آپ اتنی دور کا فاصلہ طے کر کے میرے پاس آتے ہیں مجھے آپکی اس سعادت مندی کی قدر ہے لیکن آپکا وقت بہت قیمتی ہے، آنے جانے میں جو وقت خرچ ہوتا ہے اسکو آپ کی اور علمی کام میں لگائیں»۔

حضرت ضعف اور کمزوری کا غلبہ ہونے کے باوجود بڑی ہمت کے ساتھ اپنے معمولات پورے فرماتے ہیں، ایک روز تہجد کے وقت مسجد نبوی جاتے ہوئے ضعف کی وجہ سے بے ہوش ہو کر رہ گئے۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا تو گھر نہیں آئے بلکہ نماز فجر حسب معمول مسجد نبوی شریف میں ادا کر کے گھر واپس ہوئے جب میں عیادت کے لئے گیا اور حال دریافت کیا تو فرمانے لگے بھائی مومن ہر حال میں خیر میں ہوتا ہے کیونکہ اس کی زندگی صبر وشکر کے ساتھ گزرتی ہے جیسا کہ

(۶۹) بقلم الشیخ عبد اللہ البرنی المدنی استاذ التفسیر والحدیث المدینہ المنورۃ۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:«عجبا لأمر المؤمن، إن أمره كله خير، وليس ذاك لأحد إلا للمؤمن، إن أصابته سراء شكر، فكان خيرا له، وإن أصابته ضراء، صبر فكان خيرا له». (مسلم شریف رقم:۲۹۹۹)

ایک مرتبہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت ایک حاسد بہت پریشان کر رہا ہے اور میری برائیاں کرتا ہے اور اس عمل کو اصلاح کا نام دیتا ہے تو فرمایا کہ: کیا آپکو وہ حدیث شریف یاد نہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے فرمایا تھا:« ولو اجتمعوا على أن يضروك بشيء لم يضروك إلا بشيء قد كتبه الله عليك»(ترمذی شریف رقم:۲۵۱۶).

لہذا آپ یہ یقین رکھیں کہ کوئی حاسد کچھ نہیں بگاڑ سکتا، آپ تو بس اخلاص کے ساتھ علم عمل میں لگے رہیں، ان شاء اللہ تعالی حق تعالی کی طرف سے حفاظت رہے گی اور میں بھی دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی آپکو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

پھر فرمایا کہ اگر کبھی یوں محسوس ہو کہ فلاں حاسد نے ہمیں فلاں نقصان پہونچا دیا اطمینان رکھیں انشاء اللہ اس کا نتیجہ آپکے حق میں بہتر ہی ہو گا اور اللہ تعالی اسکو بھی آپ کے لئے خیر کا ذریعہ بنا دیگا۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد حضرت میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ ایک خاص کام کی طرف توجہ دلانے کے لئے آیا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپکے والد ماجد رحمہ اللہ تعالی سے میں نے عرض کیا تھا کہ شرح معاني الآثار کی جو شرح آپ نے مجاني الأثمار کے نام سے شروع فرمائی تھی، اس کی تکمیل فرمادیں تو انہوں نے فرمایا تھا کہ « دیگر تصنیفی مشغولیات کی وجہ سے اس کا موقع نہیں مل رہا ہے لیکن مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میرا بیٹا عبد اللہ اس کی تکمیل کر سکتا ہے »۔ لہذا آپ انہی کے نہج پر اسکی تکمیل فرمادیں،

در حقیقت مخلصین کی علامت یہی ہے کہ چھوٹوں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں اور انکے لئے دعائیں کرتے ہیں، اللہ تعالی حضرت کے فیض کو جاری رکھے اور ان سطور کے لکھنے والے کو اور پڑھنے والوں کو اپنی محبت کاملہ اور حلاوت ایمانی نصیب فرمائے۔ آمین

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

شيخنا المبجل والأستاذ المعظم (٧٠)

كان سيدنا وحبيبنا محمد المصطفىٰ والرسول المجتبىٰ عليه صلاة من الله تُتلىٰ وسلاما يترىٰ قدوة لشيخنا المبجل والأستاذ المعظم فضيلة الشيخ الحبيب/ عبد القادر محمد متقي زاد الله في عمره بركة وفي صحته نماء وفي عافيته تماما وكمالا في اختيار سبل الكسب الحلال بأسباب زهيدة لا تمد إليها الأعناق ولا تهواها نفوس أهل الدنيا الدنية، وهي طرق شريفة صافية من كدر الشهرة ووسخ الشهوة: فعمل حفظه الله تعالىٰ في مكتبة دار الإيمان التي كان يملكها السيد/ عبد القادر المرغيلاني رحمه الله تعالىٰ مشرفا علىٰ آلة تصوير المستندات، وبائعا للكتب الدينية.

وكان بعد ذلك يشرف علىٰ بعض العمائر التي كانت تستضيف الحجاج في موسم الحج والعمرة؛ فكان يتولىٰ حراسة تلك العمائر ومسؤولية استقبال الحجاج وتوديعهم، ومسؤولية توفير الخدمات اللازمة للحجاج النزلاء.

ومع ذلك كان سيدنا وأستاذنا المشفق لا ينسىٰ ولا يغفل التدريس الذي كان يوليه إياه الشيخ المفتي/ محمد عاشق إلهي البرني عمته رحمة الله الواسعة وفاض عليه من الرحمن جل جلاله فيض الرضوان؛ فكان الطلاب يجتمعون في مقره الذي يقيم فيه أيام موسم الحج فيفيدهم ويروي غليلهم بنبع علمه الصافي.

---

(٧٠) بقلم الشيخ زبير يونس ميمن حفظه الله أستاذ الحديث والتفسير بالمدينة المنورة

ويظن العبد الضعيف أن الشيخ حفظه الله تعالىٰ كان يمتثل أمر الله تعالىٰ في أداء الحقوق اللازمة عليه تجاه زوجه وولده؛ فبعد وفاة زوجته وتزوج جميع بناته ترك الشيخ المحيي لسنة الحبيب صلىٰ الله عليه وسلم التكسب واختار التفرغ التام للتعليم والعبادة وإكرام القادمين لحج وعمرة، وكان مع عاداته الجميلة أنه كان يستضيف كل من لقيه أو جاءه من ديار الهند والباكستان حاجا أو معتمرا يستضيفه علىٰ طعام الفطور وكان يأخذ منه عهدا أن ينزل عليه ضيفا مدة قيامه بالمدينة المنورة، ولا ينسىٰ لقائه كل مرة يقدم فيها علىٰ الحبيب المصطفىٰ صلىٰ الله عليه وسلم زائرا.

هذا ما يتعلق بعاداته الحسنة في تكسبه وإنفاقه وإكرامه؛

أما عن زهده وقناعته وتقواه فحدث ولا حرج، فسيدنا وأستاذنا المشفق المربي دام ظله الوارف علىٰ الأمة ممدودا، وفيضه علىٰ تلاميذه وخدامه عميما وحيد دهره ومثال عصره في الزهد والتقوىٰ وقد رآه العبد الحقير أياما يقضيها علىٰ التمر والخبز اليابس لا يجد غيرهما مما يستلذ به، فيأكل الخبز اليابس بالتمر أو الرطب ويحمد الله علىٰ ذلك لا يشعر من صحبه أنه جاهد نفسه أو آثر الباقية علىٰ الفانية، وكان يسميه بتبرك ويهدي منه خاصته الذين يأتون من بلاد بعيدة.

وقد من الله علىٰ العبد الآثم أنه صحب الشيخ المربي السيد الكامل/ عبد القادر محمد متقي طيلة فترة قيامه بالمدينة المنورة للتعلم، وقد كانت والدة العبد

الحقير تغمدها الله بواسع رحمته ترسل للعبد أنواعا من الأدم ليستمتع العبد به أسابيع، ولجهل العبد وعدم إدراكه ما كان العبد يلتفت إلىٰ إكرام الشيخ بذلك الطعام إذ أنه كان يبيحه للشيخ في قرارة نفسه؛ لكن الشيخ المفدىٰ ما كان يستشرف ذلك الطعام ولا يستعمله أبدا إلا مرة واحدة أكل منه الشيخ الفاضل حفظه الله تعالىٰ فأخبر العبد بكامل التواضع والانكسار الذي هو شأن أكابر هذه الأمة فهم يرتقون إلىٰ الذرىٰ لكنهم لا يرون أنفسهم إلا أعجز العاجزين؛ فقال الشيخ حبيب القلب راحة الروح: لقد سرقت من طعامكم شيئا يسيرا؛ فاستحيىٰ العبد أشد استحياء وقال: هو لكم، تصرفوا فيه كما شئتم، ومع ذلك ما رأيته التفت إلىٰ الطعام أو ألقىٰ له بالا. كان غنيا بنسفه عوَّدها ترك الملذات فهانت عليه الدنيا بزخارفها ولم تجد عنده بغيتها وهواها.

ومن كراماته أنه قدم عليه أحد طلابه وهو الشيخ عبد الرحمن بن مقرئ المدينة المنورة محمد رمضان بسمك وأرز فقال: سبحان الله اشتهيت السمك اليوم وساقه الله إليَّ دون سؤال أو إشراف نفس، وبعد فراغه من الطعام أهداه مائة ريال؛ فقال الشيخ حفظه الله تعالىٰ: وهذه منة أخرىٰ كنت أحدِّث نفسي بعمرة ولم أجد إليها سبيلا فجاءني من ما اعتمر به، وخرج في الفور لأداء نسك العمرة. حفظه الله تعالىٰ ومد في عمره ذخرا للأمة وحرزا لها.

ومن كراماته أن العبد الآثم شارك في مناسبة زفاف إحدىٰ أخواته بباكستان، وألزمه بعض أقاربه بعادة يعتادونها في مناسباتهم، وكان الشيخ حفظه

الله تعالىٰ في باكستان آنذاك وما درىٰ عن المناسبة لبعد مدينته عن مدينة كراتشي؛ إلا أنه قال للعبد: أرىٰ عليك أثر ارتكاب بدعة فيجب عليك أن تكون مصلحا لعادات قومك لا ناشرا لها لأنك قدوتهم، وهذه نصيحته دون أن أخبره بتلك القصة.

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

عظیم مربی وشفیق اُستاذ(۷۱)

مشفقی ومربی حضرت اقدس مولانا عبد القادر محمد متقی (زاد اللہ فی عمرہ برکہ وفی صحتہ نماء وفی عافیتہ تماما وکمالا) زندگی کے تمام شعبوں میں سرور کائنات حضور پر نور ﷺ کی مبارک سنتوں کا اہتمام فرماتے تھے۔

کسب حلال

آپ نے رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے رزق حلال کیلئے ایسے معمولی ذرائع آمدنی اختیار فرمائے جنکی طرف عام طبیعت التفات نہیں کرتی، جبکہ یہ وسائل آمدنی نہ صرف باعزت ذریعہ معاش ہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ شہرت اور حرص کی آمیزش سے بھی پاک ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ مدظلہ نے ابتدا میں مکتبہ دار الایمان میں کام کیا جو محترم مولانا عبد القادر مرغیلانی رحمہ اللہ کا کتب خانہ تھا، اس میں حضرت فوٹو اسٹیٹ مشین کی نگرانی کیساتھ دینی کتابوں کی خرید وفروخت کے ذمہ دار تھے۔

اسکے بعد حضرت نے حج وعمرہ کی عمارتوں کی نگرانی کی خدمت بھی سرانجام دی، عمارتوں کی حراست کرنا، حجاج کرام کا استقبال کرنا، انکو رخصت کرنا اور قیام پذیر حاجیوں کو سھولیات فراہم کرنا، یہ سب کام اس میں شامل تھے۔

---

(۷۱) مولانا زبیر صاحب حفظہ اللہ کے عربی مضمون کا ترجمہ و تلخیص از اہلیہ بھائی عبید جلیس۔

تدریس

ان سب مشاغل کے باوجود ہمارے مشفق و محترم استاذ مد ظلہ العالی تدریس کی ذمہ داری سے کبھی غافل نہ ہوئے، یہ ذمہ داری آپکے سپرد حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی رحمہ اللہ نے فرمائی تھی، چنانچہ طلبہ اَیام حج میں بھی آپکی رہائش گاہ پر جمع ہو جاتے اور حضرت انکو اپنے فیوض سے مستفید فرماتے۔

ناچیز کا گمان ہے کہ حضرت شیخ مد ظلہ اہلیہ محترمہ اور اولاد کے حقوق واجبہ کی ادائیگی کی خاطر اللہ تعالی کا حکم "کسب معاش" فرماتے رہے، جب زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا اور تمام بیٹیاں رشتہ ازواج میں منسلک ہو گئی، اس کے بعد آپ نے حصول معاش سے کنارہ فرما لیا اور تعلیم وعبادت اور حج وعمرہ پر آنے والے مہمانان خدا کے اکرام کے لیے مکمل فراغت اختیار فرمالی۔

مہمان نوازی

حضرت والا کی منجملہ اچھی عادات میں سے ایک یہ تھی کہ وہ ہندوستان اور پاکستان سے حج وعمرہ پر آنے والے ہر ملاقاتی کا ناشتے سے اکرام فرمایا کرتے اور ان سے اس بات کا وعدہ لیتے کہ وہ قیام مدینہ منورہ کے دوران آپ ہی کے پاس بطور مہمان رہے گا اور جب بھی مدینہ منورہ حاضر ہو گا ملاقات کرنا نہ بھولے گا۔

اسکے ساتھ آپ زہد اور قناعت جیسے حمیدہ صفات سے بھی موصوف تھے۔

زہد و قناعت

ہمارے شفیق استاذ و مربی مد ظلہ زہد و تقوی میں اپنی مثال آپ خود تھے، مجھ ناچیز نے انھیں ایک عرصہ تک دیکھا کہ انکا کل گزارہ کھجور اور سوکھی روٹی پر تھا اور ان دو چیزوں کے علاوہ

آپکے پاس کچھ نہ ہوتا تھا، سوکھی روٹی کھجور کے ساتھ تناول فرماتے اور اس پر اللہ تعالی کا اس قدر شکر فرماتے کہ ساتھ رہنے والے کو یہ خیال بھی نہ گزرتا کہ آپ نفس کا مجاہدہ فرمارہے ہیں۔

حضرت اس کو" تبرک " فرمایا کرتے تھے اور اسکا کچھ حصہ دور ممالک سے آنے والے اپنے خاص مہمانوں کو بھی عطا فرمایا کرتے تھے۔

کرامات

آپ کی کرامات میں سے ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد شیخ محمد عبد الرحمن بن قاری محمد رمضان حضرت کی خدمت مین مچھلی اور چاول لیکر حاضر ہوئے، حضرت مدظلہ یہ دیکھ کر فرمانے لگے: سبحان اللہ، میں نے آج مچھلی کی خواہش کی تھی، اللہ تعالی نے میری اس خواہش کو بنا مانگے ہی پورا فرمادیا، کھانے کے بعد عبد الرحمن صاحب نے حضرت کی خدمت میں سوریال بطور ہدیہ پیش کئے، اس پر حضرت نے فرمایا: یہ اللہ کا دوسرا احسان ہے، میرا عمرہ کا ارادہ تھا مگر جانے کا کوئی سبب نہ تھا، اللہ نے اس کا بھی انتظام فرمادیا، چنانچہ آپ فوراعمرہ کیلئے روانہ ہوگئے۔ حفظہ اللہ تعالی ومد فی عمرہ ذخر اللأمہ وحرزالھا۔

شان استغنا

اللہ تعالی کا بندے پر اپنا احسان ہے کہ بغرض تعلیم مدینہ منورہ کے قیام کا سارا عرصہ حضرت اُستاذ محترم عبد القادر محمد متقی مدظلہ کی صحبت میں گزارا، بندہ کی والدہ ماجدہ - اللہ انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں ڈھانپ لے - بندے کے لیے مختلف قسم کے سالن بناکر بھیجا کرتی تھیں تاکہ ہفتہ بھر کھانے کی پریشانی نہ ہو، کم سمجھی کی بنا پر بندے نے کبھی حضرت کو کھانا پیش نہ کیا کیونکہ بندہ اس کھانے کو دل ہی دل میں حضرت کیلئے مباح سمجھتا تھا لیکن حضرت مدظلہ نے کبھی بھی کھانے کی طرف نہ التفات فرمایا نہ ہی استعمال فرمایا سوائے ایک مرتبہ کے کہ حضرت نے اس

میں سے تناول فرمایااور پھر بندہ کو پوری تواضع اور انکساری سے فرمایا: « میں نے آپ کے کھانے میں سے کچھ چوری کیاہے »۔

یہ سن کر بندہ بہت شرمندہ ہوا، عرض کیا: حضرت، وہ تو آپ کے لئے ہے، جس طرح استعمال فرمائیں اس کے باوجود بھی حضرت کو کبھی کھانے کی طرف نظر نہین فرمائی۔

حضرت دل کے غنا سے مالامال تھے اور اپنے نفس کو خواہشات اور لذتوں سے بے نیاز رکھا تھا چنانچہ دنیا اپنی تمام تر رونقوں اور آسائشوں کے باوجود انکی نظر میں حقیر تھی اسی وجہ سے یہ حقیر دنیا ان سے کبھی اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکی۔

آپکی کرامت کا ایک واقعہ اور یاد آیا

راقم نے پاکستان میں اپنی ہمشیرہ کی رخصتی کی تقریب میں شرکت کی اور اس موقع پر بعض اقارب نے احقر سے زبردستی کچھ خاندانی رسم کروادی، حضرت استاذ مدظلہ العالی اس وقت پاکستان میں تشریف فرما تھے لیکن انکو اس تقریب کے بارے میں کوئی علم نہ تھا کیونکہ آپ کا شہر جہاں آپ قیام پذیر تھے، کراچی سے کافی مسافت پر تھا لیکن اسکے باوجود حضرت نے احقر سے فرمایا: میں آپ کے اوپر ارتکاب بدعت کا اثر دیکھتا ہوں، آپ پر یہ لازم ہے کہ اپنی قوم کی عادات کی اصلاح کرنے والے ہوں، نہ کہ انکی عادات کا پرچار کرنے والے کیونکہ آپ انکے لئے قدوہ ہیں۔

حضرت نے مجھے یہ نصیحت فرمائی جبکہ میں نے انکو اس واقعہ کے بارے میں خبر بھی نہیں دی تھی۔

نمونہ اسلاف استاذ محترم حضرت مولانا عبد القادر صاحب حفظہ اللہ (۷۲)

میری عمر تقریباً دس سال ہو گی، ہمارے والد صاحب فوٹو کاپی کرانے کیلئے ہمیں مکتبہ الایمان بھیجا کرتے تھے (۷۳) جہاں اُستاذ محترم حضرت مولانا عبد القادر صاحب حفظہ اللہ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوتی تھی، مکتبہ الایمان میں اُستاذ محترم حفظہ اللہ کتابوں کی تصحیح اور فوٹو کاپی مشین کے ذمہ دار تھے۔

ویسے تو الحمد للہ بچپن سے ہی حضرت کی اور دیگر اکابرین کی زیارت ت کی سعادت نصیب رہی مگر جب بندے نے مدینہ منورۃ میں کتابیں پڑھنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالی نے اسکی صورت یوں بنائی کہ ہمارے حفظ کے ساتھی قاری محمد زبیر صاحب کے دل میں بھی داعیہ پیدا ہوا تو ہم دونوں حضرت مفتی عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم کتابیں پڑھنا چاہتے ہیں، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کل اپنے اپنے والد کے ہمراہ گھر آجائیں، دوسرے دن حسب وعدہ حاضر خدمت ہوئے تو اس وقت تعارف ہوا کہ حضرت مولانا عبد القادر محمد متقی صاحب حفظہ اللہ ہمارے اُستاذ ہونگے اور ہم ان کے پاس پڑھیں گے، ان دنوں اُستاذ محترم حفظہ اللہ حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ کی رہائش پر پڑھایا کرتے تھے۔

---

(۷۲) بقلم مفتی محمد احسان الٰہی حفظہ اللہ مدرس مسجد قباء - مدینہ منورۃ

(۷۳) مکتبہ الایمان محلہ السمانیہ میں ہوتا تھا، اب تو اس کا نام مکتبہ دار الایمان ہے، پہلے مکتبہ الایمان تھا، ہمارا گھر اس کے برابر ہوا کرتا تھا، اس گھر میں ہماری رھائش سے قبل حضرت مولانا عطاء المھیمن (جو امیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے) رہائش پذیر تھے، مولانا عطاء المھیمن شاہ صاحب زید مجدہم سے بھی ہم نے ایک ہفتہ قرآن شریف پڑھا ہے، وہ فجر کے بعد ذکر بالجھر بہت کثرت سے فرمایا کرتے تھے۔ منہ

اس وقت سبق غالبا جلالین شریف کا ہو رہا تھا، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا مدنی اور پوری جماعت پڑھ رہی تھی، «کن فیکون» پر کی تفسیر ہو رہی تھی، تو جو پہلی بات سنی وہ یہ تھی کہ حضرت فرما رہے تھے: کہ اللہ تبارک وتعالی لفظ "کن" کے بھی محتاج نہیں ہیں، یہ بھی ہمیں سمجھانے کے لئے فرمایا۔

پڑھائی کا سارا نظام تو حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ کا تھا لیکن اگر یوں کہا جائے کہ صدر مدرس حضرت مولانا مفتی عبد القادر صاحب حفظہ اللہ تھے تو بیجا نہ ہوگا کیونکہ دیگر اساتذہ کرام کے پاس مصروفیت کی وجہ سے ایک ہی سبق ہوتا تھا جبکہ حضرت اُستاذ محترم حفظہ اللہ نے اپنے آپ کو درس وتدریس کے لئے وقف کیا ہوا تھا، آپ کے پاس اسباق کافی ہوتے تھے، روزانہ صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک اور جمعرات کے دن فجر کے بعد سے ہوتے تھے، تدریس میں حضرت کا خاص طرز تھا کہ سبق کا خلاصہ آسان عام فہم انداز میں سمجھا دیا کرتے تھے، طلبہ کو مانوس رکھتے تھے، طلبہ کو مزید مانوس کرنے کے کیلئے روزانہ سبق کے بعد ناشتہ بھی ہوتا تھا، دوران ناشتہ کبھی آپ ﷺ کے، کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور کبھی دیگر سلف صالحین، اکابر علماء دیوبند کے واقعات بطور تربیت سناتے تھے۔

ایک تو پڑھائی کا انداز مانوس ہوتا تھا اور دوسرا اکرام کرنے سے انسیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

فقہ کی کتاب "التسہیل الضروری" کا جس دن سبق شروع ہونا تھا (۷۴)، عصر کی نماز کے بعد حضرت فرمانے لگے کہ دربار نبوت ﷺ پر سلام عرض کیا، کتاب میرے سینے پر تھی (جیسے باادب قرآن شریف پکڑتے ہیں) سلام پیش کرنے کے بعد رسول کریم ﷺ سے درخواست کی: کہ یہ کتاب شروع ہو رہی ہے، صحیح طرح پڑھنے اور پڑھانے کی توفیق مل جائے، دعا فرمادیں۔

(۷۴) ہم نے یہ سبق مدرسہ ازبک میں شروع کیا تھا جو مسجد نبوی کے قریب رباط بخاری کے نام سے مشہور تھا۔ منہ

اسکے بعد کافی اطمینان ہو گیا کہ ان شاء اللہ یہ کتاب با آسانی تکمیل تک پہنچے گی۔

اس دور میں حضرت کا بہت زیادہ سلام پیش کرنے کا معمول تھا اور مواجہہ شریف کے سامنے ہی پہلی صف میں بیٹھے رہتے تھے، تلاوت کلام پاک کے بعد ہر وقت حزب البحر اور درود شریف کا معمول رہتا تھا، شروع میں الحزب الاعظم حزب البحر وغیرہ جیسی کتابوں کے بھی معمول تھے، پھر بعد میں (درود شریف کے علاوہ) ساری چیزوں کو چھوڑ کر قرآن مجید کی تلاوت اور نوافل کا مستقل معمول ہو گیا۔

شب جمعہ صوفی اقبال صاحب رحمہ اللہ کے یہاں مجلس ذکر میں، پھر انکی وفات کے بعد حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب حفظہ اللہ کے یہاں حضرت باقاعدہ پابندی سے تشریف لیجاتے تھے۔

جب معاملہ چلا "اکابر کے مسلک ومشرب" کا (بڑے حضرات تھے، کچھ باتیں ہو گئی تھی) چونکہ حضرت کا میلان حضرت مفتی عاشق الہی صاحب رحمہ اللہ کی طرف زیادہ تھا اس وجہ سے مجلس میں جانا کم کر دیا بلکہ چھوڑ ہی دیا، لیکن مولانا حبیب اللہ صاحب سے تعلق باقی رہا اور اب تک ہے، علمی استفادہ وافادہ خاص کر حدیث شریف سے متعلق فنی اُمور میں ان سے فرماتے رہتے ہیں۔

حضرت کی ہمیشہ یہ نصیحت ہوتی تھی کہ ہمارے اکابر نے دین کے کام اور فائدہ کو مقدم رکھا ہیں۔

حضرت بعض کتب طلبہ کو گھر سے حرم شریف جاتے آتے بھی پڑھایا کرتے تھے، الحمدللہ ہم کو بھی سعادت نصیب ہوئی، پند نامہ ابتدائی سالوں میں میمن رباط[۷۵] سے مسجد نبوی تک آتے ہوئے اور مسجد نبوی سے جاتے ہوئے پڑھی۔

مولانا زبیر صاحب اور مولانا طلحہ صاحب نے بھی بعض کتابیں چلتے ہوئے پڑھی ہیں۔

رمضان المبارک میں مسجد نبوی کی تراویح کے بعد پھر نوافل میں قرآن کریم سننے کا بہت اہتمام فرماتے تھے، سنانے والوں میں بندہ کے علاوہ قاری کلیم اللہ صاحب بھی روزانہ سنایا کرتے تھے اور روزانہ ہر شخص ۳-۳-۴-۴ پارے سناتا تھا، ہم لوگ تھک جاتے تھے لیکن حضرت ماشاء اللہ ماشاء اللہ مزید سننے کی خواہش کا اظہار فرماتے، الحال المرتحل کا گویا نمونہ تھے کہ ایک ختم کے بعد دوسرا شروع، دوسرا ختم کے بعد تیسرا شروع اللہ تعالی قبول فرمائے۔

حضرت تہجد کی ترغیب ماشاء اللہ شروع ہی سے دیا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ «رات کے آخری حصہ میں ایک نرالی چیز تقسیم ہووے ہے جو جاگے ہے وہ پاوے ہے جو سووے ہے وہ کھووے ہیں»۔ پہلے تو یہ انداز ہوا کرتا تھا لیکن آخر میں حضرت کا اور اندازہ ہو گیا تھا۔

«جو جاگتا ہے وہ پاتا ہے جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے»

---

(۷۵) یہ شارع سلام کے کونے پر تھی۔ منہ

کچھ یادیں کچھ باتیں(۷۶)

جہاں اللہ تعالی نے حضرت استاذ محترم حضرت مولانا عبد القادر صاحب مد ظلہ العالی کو دیگر عالی اخلاق عطا فرمائے ہیں، وہاں تواضع کا حظ وافر بھی عطا فرمایا ہے، حضرت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اکابر کیسے ہوتے ہونگے جنکے تواضع کے واقعات تاریخ نے محفوظ کیے۔

۱-ہر وقت حضرت استاذ صاحب مد ظلہ العالی دوزانو بیٹھتے ہیں، سامنے بڑے ہوں یا چھوٹے حضرت دوزانو ہی بیٹھتے ہیں، کھانا تناول فرماتے ہیں تو فرمان نبوت ﷺ « إنما أنا عبد آکل کما یأکل العبد » کا عملی مظہر نظر آتے۔

۲-ہمشہ یہی فرماتے ہیں: چھوٹا بنکر رہنے میں خیر ہے بھائی، کبھی کسی طالبعلم کو اپنے پیچھے چلنے نہیں دیتے، اتباع سنت میں بھی اور تواضعا بھی۔

۳-تواضعا کبھی کسی کو اپنی چپلیں نہیں اٹھانے دیتے اور نہ کسی کو پاؤں دبانے دیتے ہیں۔

۴- اُستاذ محترم جناب مفتی شاکر صاحب مد ظلہ العالی فرماتے ہیں: میرے ہم زلف ہندوستان سے آئے ہوئے تھے، وہ مولانا کے پیر دبانے لگے، مولانا نے منع فرمایا کہ "مت دباؤ"، وہ پھر بھی دبانے لگے تو مولانا نے فرمایا کہ "مجھے اس سے تکلیف ہوتی ہے"۔

اساتذہ کا ادب

حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کو دیکھا کہ اپنے اکابر واساتذہ کا بہت ادب واحترام فرماتے ہیں، اسباق میں اپنے اکابر کی ہی باتیں اور تحقیقات نقل فرماتے، کبھی نہیں دیکھا کہ اپنے بڑوں کی رائے یا تحقیق سے الگ کوئی رائے قائم فرمائی ہو۔

اللہ تعالی آپ پر علمی نکات ورموز کھولتا تھا، خاص طور پر علم میراث میں، جب بھی کوئی علمی نکتہ یا جزئیہ آپ پر کھلتا آپ ہمیشہ یہی فرماتے کہ "ہمارے اکابر واساتذہ کا فیض ہے"، طلبہ کو فرماتے: "آپ کی برکت ہے"۔ سبحان اللہ! کیا تواضع اور فنائیت ہے۔

---

(۷۶) بقلم أبو سہل محمد سعد رحمت اللہ عفی عنہ مرتب کتاب ہذا۔

کتابوں کا ادب

۵-کتابوں کا خوب ادب فرماتے ہیں، مطالعہ کتاب پر جھک کر دو زانو بیٹھ کر فرماتے ہیں، یعنی کتاب کے تابع ہو جاتے ہیں، کبھی کتاب زمین پر نہیں رکھتے، بغیر وضو کتاب ہاتھ میں نہیں لیتے، سبق سے واپسی میں جس طالبعلم کے ہاتھ میں حضرت کی کتاب ہوتی اس کو اپنے سے آگے چلنے کو فرماتے، اور احباب کو بھی ادب کی تاکید فرماتے ہیں۔

۶-فرماتے ہیں: گھر بھی ایسا منتخب کرو کہ روضہ مبارکہ کی طرف پیر نہ ہو۔

اتباع سنت

۷-طعام و شراب میں بھی اتباع سنت کا اہتمام فرماتے ہیں، اتباع سنت میں جمعہ کے علاوہ ظہر سے پہلے کھانا تناول فرماتے ہیں، جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد۔

اسی طرح لباس میں بھی سنت کا خاص اہتمام فرماتے ہیں، کرتہ اور شلوار زیب تن فرماتے ہیں، مستقل عمامہ پہنتے ہیں، عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے ہیں اور جب عمامہ اتارتے ہیں تو پانچ کونے والی وہ ٹوپی جو سر سے چپکی ہوئی ہوتی ہے اس کو پہن لیتے ہیں، چپل بھی ایسی استعمال فرماتے ہیں جو اقرب الی السنہ ہو۔

مدینہ منورۃ سے جانے والے کو نصیحت

۸-اور ہر ایک کو اتباع سنت کی تلقین فرماتے ہیں، عزیزم بلال عبد المبین کو جو مدینہ منورۃ سے واپس اپنے ملک جارہا تھا اس کو نصیحتاً فرمایا: "مدینہ سے دور جارہے ہو مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ سے دور ہو جاؤ گے، وہاں پر بھی سنتوں پر عمل کرتے رہنا، اللہ تعالیٰ نور عطا فرمائیں گے جیسے بجلی گھر سے بلب جتنا بھی دور ہو، اگر تار صحیح ہو تو بلب کو روشنی ملتی ہے لیکن اگر تار خراب ہو یا کٹی ہوئی ہو تو بلب چاہے کتنی قریب ہو اسے روشنی نہیں ملتی"۔

علاج بنیّت اتباعِ سنت

۹-علاج کرانا مسنون ہے، اس لئے جس طبیب سے علاج کرواتے ہیں، اس کی ہدایات پر پابندی سے اہتمام فرماتے ہیں، عموماً حکیمی علاج کو ترجیح دیتے ہوئے دیکھا ہے، اکابر کے مجربات کو بھی استعمال فرماتے ہیں، جیسے حضرت شوگر کیلئے نہار منہ عرق گلاب ایک چمچہ پانی میں ملا کر استعمال فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں: " ایک بزرگ کو رسول اللہ ﷺ نے خواب میں نہار منہ عرق گلاب ایک چمچہ پانی میں ملا کر استعمال کرنے کا حکم فرمایا تھا اور فرمایا تھا: اس کے استعمال سے شوگر نقصان نہیں دے گی"۔

حضرت فرماتے ہیں: کہ اس عمل کی برکت ہے کہ میرے پاؤں میں الحمد للہ کوئی سوجن وغیرہ نہیں جسکی عام طور پر شوگر والو کو شکایت ہوتی ہے۔

اکرامِ ضیف

۱۰- ہر آنے والے کا اکرام فرماتے ہیں، اکرام میں تکلف نہیں فرماتے، ماحضر پیش فرمادیتے ہیں، ہم جب حضرت استاذ صاحب مدظلہ کی خدمت میں سبق پڑھنے جاتے تو سبق کے بعد ہر طالبعلم کو کچھ نہ کچھ عنایت فرماتے، کھجور ہو تو ٹھیک ورنہ جو بھی ہوتا عنایت فرماتے۔

بچوں کا اکرام

۱۱-اپنے والد صاحب رحمہ اللہ کی طرح گھر میں یا حرم میں کوئی چھوٹا بچہ ملنے آتا تو اس کو ٹافی عنایت فرماتے۔

طلبہ کی مالی امداد

۱۲-جو طلبہ مالی اعتبار سے کمزور ہوتے، دینی خدمت میں لگے ہوتے، انکی مالی امداد بھی وقتاً فوقتاً فرماتے رہتے ہیں۔

تربیت واصلاح میں بھی اتباع سنت

جب بھی کوئی شاگرد ملنے جاتا ہے ہمیشہ اکابر کے واقعات سنا کر تربیت فرماتے ہیں، تنبیہ کرنے میں بھی سنت کا خیال فرماتے ہیں، کبھی اکابر کے واقعات سنا کر، کبھی اشارات میں اور کبھی صریح تنبیہ فرماتے ہیں۔

۱۳- ایک دفعہ کچھ ساتھی جو مدرس بن گئے تھے ان کو فرمایا: اوقات تدریس کا اہتمام نہ کرنا بھی تطفیف میں داخل ہے۔

۱۴-ایک دفعہ کسی ساتھی نے حضرت استاذ صاحب سے فون پر بات کرتے ہوئی کسی کی بات نقل کی جس میں اسنے حضرت استاذ صاحب کا نام ذکر کر دیا، اسپر فرمایا: "استاذ کے سامنے انکا نام لینا نہیں چاہئے، بے ادبی ہے"۔

۱۵-کچھ عرصے حضرت کو نماز جمعہ کے لئے حرم لیجانے کی سعادت بندے کو حاصل رہی، ایک دفعہ حضرت کو جمعہ کیلئے حرم لیجارہا تھا، گاڑی کا پیٹرول قریب الختم تھا، جب پیٹرول پمپ پر پہنچا تو وہ بند تھا، میں کچھ پریشان ہوا، بہر حال مسجد نبوی کے لئے روانہ ہو گیا، حضرت نے ایک واقعہ سنانا شروع فرمایا، (میں سمجھا معمول کے مطابق کوئی واقعہ سنا رہیں ہیں)، فرمایا: شیخ سعدی نے ایک بوڑھی عورت کا واقعہ لکھا ہے کہ اسنے اپنی بیٹی کو کہا، جا بیٹی، دریا سے مٹکے بھر لا، بیٹی نے کہا: اماں، دریا قریب ہے، جب ضرورت ہو گی بھر لاوں گی، ابھی تو کچھ پانی موجود ہے، اسپر اماں نے کہاں: "بیٹی دریا سے مٹکے بھر لا، کبھی دریا بھی خشک ہو جاتے ہیں"۔

میں سمجھ گیا حضرت استاذ صاحب حفظہ اللہ کیا تنبیہ فرمانا چاہتے ہیں۔

۱۶-حضرت استاذ صاحب حفظہ اللہ کے پاس بندہ اور برادر کبیر مولانا عارف صاحب "حجۃ اللہ البالغہ" پڑھنے جاتے تھے، ایک آدھ مرتبہ ایسا ہوا کہ بندہ بھائی صاحب کو کتاب دیکر حمام چلا گیا، حضرت کے پاس جب بھائی صاحب پہنچے تو حضرت نے دیکھا کہ سعد کی کتاب بھی انہوں نے اٹھائی ہوئی ہیں۔

جب دوسری دفعہ ایسا ہوا تو حضرت نے میرے آنے کے بعد فرمایا: "صاحبِ مظاہر حق نواب قطب الدین صاحب رحمہ اللہ حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ کے پاس پڑھنے آتے تھے، نواب تھے، خادم ساتھ ہوتا تھا، جب وہ خود کتابیں اٹھا کر لاتے تو حضرت سبق پڑھاتے اور جب خادم اٹھا کر لاتا تو اس دن حضرت سبق نہ پڑھاتے، حضرت کو کشف ہو جایا کرتا تھا"۔

میں سمجھ گیا حضرت استاذ صاحب کیا تنبیہ فرمانا چاہتے ہیں۔

طلبہ کو نصائح

حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم اپنے شاگردوں کو دو نصیحتیں اہتمام سے فرماتے ہیں کہ بغیر مطالعہ کوئی سبق نہ پڑھانا اور انتظام میں مداخلت سے گریز کرنا، اسکے ساتھ تربیتاً یہ بھی فرماتے کہ جب کسی کو اسباق پڑھانے کو ملے تو اس کو چاہئے کہ اپنے اساتذہ سے رجوع کرے، انکی دعائیں حاصل کرے اور ان سے نصیحت حاصل کرے اور متعلقہ اسباق کس طرح پڑھانے ہیں؟ یہ بھی ان سے پوچھے۔

حضرت استاذ صاحب قدوری شریف پڑھانے کا اسلوب بیان فرماتے کہ طالبعلم کو نفس عبارت، نفس مسئلہ سمجھایا جائے، تفصیل میں نہ ڈالا جائے۔

کنز میں عبارت کے سمجھانے اور اختلاف ائمہ کے جو رموز لگے ہیں، بس ان کے بیان پر اکتفا کیا جائے، طالبعلم دلائل پوچھے تو اس کو کہہ دیا جائے کہ دلائل شرح الوقایہ اور الھدایہ میں بتلائے جائیں گے۔

جلالین شریف کے متعلق کسی نے پوچھا کہ بہتر شرح کونسی ہے؟ تو فرمایا: حاشیہ غور سے دیکھ لیا جائے تو کافی ہو جائے گا۔

حضرت کا کوئی شاگرد اپنی زیر تدریس کتاب کے کسی مشکل مقام کے حل کیلئے حاضر ہوتا ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں اور اس مشکل مقام کو ایسے حل فرماتے ہیں جیسے پہلے سے مطالعہ کر کے بیٹھے ہوں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو درسی کتابیں حفظ ہیں۔

سارے فنون وعلوم کے عموما اور فقہ، اصول فقہ وحدیث شریف کے تو خصوصا حضرت امام ہیں، علم میراث میں تو حضرت استاذ صاحب مرجع العوام والخواص ہیں، چالیس سال سے زائد عرصہ ہوگیا حضرت سراجی پڑھارہے ہیں۔

حضرت مفتی عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ کے پاس جب بھی میراث سے متعلق استفتاء آتا تو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ مستفتی کو حضرت استاذ صاحب کے پاس بھیج دیتے، علم میراث پر حضرت استاذ صاحب کی تصنیف "مدنی میراث" طبع ہوچکی ہے۔

انداز تدریس

حضرت کا انداز تدریس کچھ یوں ہے کہ جب سبق شروع فرماتے تو پہلے پچھلے سبق کا خلاصہ بیان فرماتے، پھر نیا سبق جتنا پڑھانا ہوتا اسکا خاکہ بیان فرماتے، طلبہ کو کئی بار زبانی سمجھاتے ، ساتھ ساتھ طلبہ سے کہلواتے جاتے، جب اندازہ ہوجاتا کہ بحث سمجھ آگئی تو پھر عبارت کا ترجمہ فرماتے۔

جامع مانع تقریر فرماتے، مشکل مباحث اس انداز میں تقریر فرماتے ہیں کہ ہر استعداد کا طالب علم بخوبی سمجھ لیتا اور محفوظ کرلیتا ہے۔

انداز تفہیم ایسا اختیار فرماتے کہ کوئی مشکل مقام مشکل نہ معلوم ہوتا، دوران درس امتحانی مقامات کی طرف فیہ ما فیہ سے اشارۃ فرمادیتے۔ طلبہ سے عبارت پڑھانے کا اہتمام فرماتے، نحوی صرفی اخطاء پر لطیف تنبیہ فرماتے۔

پہلا سبق یہ دیتے کہ بھائی، سبق شروع ہونے سے پہلے «اللّٰهُمَّ انت مقصودي ورضاك مطلوبي» پڑھ لیا کرو، اور سبق ہمیشہ قبلہ رخ بیٹھ کر پڑھاتے۔

سبق میں کسی کو اونگھتا ہوا دیکھتے تو فرماتے: حضرت شیخ مولانا زکریا رحمہ اللہ جب کسی کو سوتا ہوا دیکھتے تو اچانک ایک دم اٹھ کر اس کو گھونسا مار کر تیزی سے اپنی جگہ آجاتے، لہذا بھائی،

ہوشیار ہو کر بیٹھو۔ کوئی غیر حاضری کرتا تو یہ فرماتے: بھائی، جو غیر حاضری کرتا ہے، ہم اسکی طرف نگاہ نہیں کرتے۔

طلبہ پر شفقت

یہ الفاظ حضرت تہدید افرماتے ورنہ عملاً آپ کا رویہ انتہائی مشفقانہ تھا، استاذ محترم حضرت مفتی شاکر صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میں اور مولانا نصر اللہ صاحب (حفظہ اللہ) بعد فجر مکتبہ الایمان میں حضرت کے پاس اُصول الشاشی، نور الانوار وغیرہ پڑھنے جاتے تھے، استاذ محترم تشریح کرتے رہتے تھے، چونکہ فجر بعد کا وقت ہوتا تھا اس لئے ہم کافی نیند میں ہوتے تھے، تو کبھی بھی مولانا نے ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا، بس متوجہ کرنے کے لئے زمین پر ہاتھ مارتے تھے، کبھی غصہ نہیں ہوئے۔

اصولی باتیں

کچھ اصولی باتوں کو سبق کے دوران بار بار دوھراتے:

۱- جزاو سزا کا تعلق افعال اختیاریہ سے ہے۔

۲- جو امور شان نبوت کے منافی نہیں تھے وہ تو اللہ نے اپنے نبی پاک ﷺ سے کروائے اور جو شان نبوت کے منافی تھے وہ صحابہ سے کروائے گئے۔

فرماتے: اللہ کو دین مکمل فرمانا تھا اسی لئے ایسا کروایا گیا۔

۳- ہمارے اکابر صحابہ کے قدم بہ قدم ہیں۔

۴- دین ہمارے تمہارے اعمال کا نام نہیں بلکہ دین تو اسلامی تعلیمات کا نام ہے۔

استغناء

۱۷- حضرت استاذ صاحب ہر طالبعلم سے خدمت نہیں لیتے تھے بلکہ جیسا پہلے گزرا کہ حضرت استاذ صاحب اپنے استاذ محترم حضرت مولانا عبد اللہ رائے پوری رحمہ اللہ کا اہم ملفوظ نقل

فرماتے ہیں کہ: شاگرد سے استاذ کو کام کرانا جائز نہیں، مگر اس شاگرد سے جو اپنے شوق سے استاذ سے کہے: ''حضرت کوئی کام ہے؟''۔

خدمت لینے میں بھی استغناء سے کام لیتے، ایک دفعہ جس طالبعلم کے ذمہ حضرت استاذ صاحب کو مدرسہ لانا تھا، اسنے تاخیر کردی، حضرت استاذ صاحب انتظار کرتے رہے، جب تأخیر زیادہ ہوگئی، میں باہر نکلاتو دیکھا حضرت پیدل ہی تشریف لارہے ہیں، شرمندگی بھی ہوئی اور رونا بھی آیا کہ اس عمر میں حضرت پیدل تشریف لے آئیں جبکہ گھر اور مدرسہ کے درمیان ایک گھنٹہ کی مسافت تھی۔ سبحان اللہ

استغناء سے متعلق حضرت استاذ صاحب مدظلہ کا عجیب واقعہ مولانا زبیر یونس صاحب کے مضمون میں گزرچکا۔

کچھ معمولات

۱۸-ضعف سے پہلے حضرت ہر سال حج فرماتے، سفرحج میں حضرت اکیلے ہی تشریف لیجاتے اور پوراحج پیدل ہی فرماتے، مختصر سامان ساتھ ہوتا، منیٰ میں قیام مسجد میں ہی فرماتے۔

۱۹-ضعف سے پہلے پوراماہ رمضان اعتکاف فرماتے تھے۔

۲۰-قرآن شریف سے شغف حضرت استاذ صاحب دامت برکاتھم کا بے نظیر ہے، رمضان شریف میں حرم شریف کی تراویح سے فارغ ہوتے ہی ضعف وکمزوری کے باوجود اپنے کسی شاگرد سے نفلوں میں ۳پارے سنتے ہیں، کئی قرآن شریف ختم فرماتے، نفلوں میں سنانے والے طلبہ بتاتے ہیں کہ ہم نوافل پڑھاتے تھک جاتے مگر حضرت کھڑے رہتے ہیں، حضرت رسمی حافظ تونہ تھے مگر کثرتِ تلاوت کے سبب نفلوں میں سنانے والے طالبعلم کو غلطی پر لقمہ دے دیتے، خاص کر احکام کی آیات میں۔

حضرت استاذ صاحب حفظہ اللہ کا عرصے سے معمول تھا کہ ظہر میں حرم شریف جاتے اور عشاء پڑھ کر گھر تشریف لیجاتے، مواجہہ شریف پر ہی ساری نمازیں ادا فرماتے اور وہیں پر ذکر وعبادت میں مشغول رہتے۔

استحضار آخرت

حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کو موت کا ہر وقت استحضار رہتا ہے، « اَکثروا ذکر ھادم اللذات "یعنی الموت » پر عامل آپ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

مولوی سلمان یوسف راوی ہیں کہ: ہمیشہ حضرت کے بستر کے سرہانے کفن تیار دیکھا، مولوی عثمان برماوی بتاتے ہیں کہ: مولوی احمد تاج کے بھائی کے جنازے کیساتھ حضرت استاذ صاحب بقیع شریف تشریف لے گئے،(حضرت مسلمانوں کے پانچوں حقوق کی ادائیگی کا اہتمام فرماتے ہیں)، ضعف کیوجہ سے آگے تک نہ جا سکے، ابتدا میں ہی جہاں پانی کے کولر ہیں، وہی کھڑے ہوگئے، واپسی میں حضرت کو دیکھا کہ سینے پر ہاتھ رکھے ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائیں دائیں بائیں قبور کو دیکھ رہے ہیں، پوچھا: حضرت خیریت ہے؟ فرمایا: بھائی دیکھ رہا ہو کہ ہماری جگہ کہاں ہے؟۔

بشارت منامیہ[۷۷]

حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم کا معمول تھا کہ ہر ماہ کسی ایک ہفتے کے آخر میں ضرور عمرے کا اہتمام فرماتے تھے، جس دن عمرے کا ارادہ ہوتا احرام کی چادر بطور ازار اور اوپر کرتہ

---

[۷۷] حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے یہ خواب مولوی احمد الیاس صاحب کو سنا کر فرمایا تھا کہ میری حیات میں کسی کو مت سنانا، بندے نے حضرت سے اجازت حاصل کرلی جس پر مولوی احمد الیاس صاحب زیدہ مجدہ نے تحریر کروادیا۔ جزاہ اللہ عنا خیرا

پہن کر عصر کی نماز کے لئے مسجد نبوی حاضر ہوتے پھر وہیں سے بس اڈے کی طرف روانہ ہو جاتے، کرتا اتار کر احرام کی چادر اوڑھ لیتے تھے۔

حضرت استاذ صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک دفعہ جب میں نماز عصر پڑھ کر سلام پیش کرنے کے بعد چھتریوں کی طرف آیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان بڑی تعظیم و احترام کے ساتھ مجھ سے مل رہا ہے، اور میرے جوتے اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے، میں حیران ہوا[۷۸] کہ یہ کون صاحب ہیں؟ اور کیوں اس قدر تعظیم و محبت کر رہے ہیں؟ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ معاف کرنا میں نے آپ کو پہچانا نہیں، آپ میرے ساتھ اتنے محبت اور احترام سے کیوں پیش آرہے ہیں؟ اس پر نوجوان نے کہا کہ حضرت! مجھے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور میں نے اسی لباس اور حلیے میں آپ ﷺ کو دیکھا جو حلیہ اور لباس آپ کا اس وقت ہے۔

اس پر حضرت نے اس نوجوان سے فرمایا کہ خواب کے حالات مجھے لکھ دو۔

نامور تلامذہ

حضرت کے نامور تلامذہ میں:

۱- جناب مفتی عبد الرحمن کوثر صاحب بن حضرت مفتی عاشق الہی صاحب رحمہ اللہ (مدینہ منورۃ)

۲- جناب مفتی محمود الحسن کشمیری حفظہ اللہ (مظفر آباد، کشمیری) (انہوں نے حضرت استاذ صاحب سے مسلسلات اور اوائل کتب ستہ پڑھی ہیں)

[۷۸] حضرت چھپ کر رہنا پسند کرتے تھے اور اکثر یہ فرماتے تھے کہ میں گمنام ہوں، گمنامی پسند کرتا ہوں، اور اپنے جوتے بھی کسی کو اٹھانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ از مولوی احمد الیاس زیدہ مجدہ

۳- مفتی محمد حسن صاحب حفظہ اللہ (لاہور) (انہوں نے حضرت استاذ صاحب سے مسلسلات اور اَوائل کتب ستہ پڑھی ہیں)

۴- مفتی خالد صاحب مد ظلہ (مترجم الادب المفرد للامام البخاری)

۵- مفتی شاکر صاحب بن محمد ذکی مد ظلہ (مدینہ منورۃ)

۶- مفتی محمد اسحاق باناصاحب مد ظلہ (جنوب افریقا)(انہوں نے حضرت استاذ صاحب سے مسلسلات پڑھی ہیں)

۷- مفتی محمد شریف صاحب مد ظلہ (زامبیا) (انہوں نے بھی حضرت استاذ صاحب سے مسلسلات پڑھی ہیں)

۸- جناب مولانا نصر اللہ صاحب مد ظلہ (مدینہ منورۃ)

۹- مفتی محمد نعیم صاحب مد ظلہ (حیدر آباد، سندھ)

۱۰- مفتی زبیر یونس صاحب مد ظلہ (مدینہ منورۃ)

۱۱- مفتی احسان الحق صاحب مد ظلہ (مدینہ منورۃ)

۱۲- مفتی نجم اللہ خواجہ صاحب مد ظلہ (مدینہ منورۃ)

حضرت استاذ صاحب دام ظلہ فرماتے ہیں: مسلسلات واوائل پڑھنے والو میں بڑے بڑے صلحاء اولیا و علماء ہیں جنکی تعداد لا یحصی ہیں۔

تصانیف

جہاں حضرت نے رجال تیار کیے وہی تصنیفی خدمات بھی انجام دی۔

۱: شرح زاد الطالبین بزبان اردو (مطبوع)

۲: شرح زاد الطالبین بزبان فارسی (مطبوع)

۳: مدنی میراث (مطبوعہ اِدارۃ تالیفات اشرفیہ)

۴: تراجم رواۃ زاد الطالبین (مطبوع مع الشرح)۔

۵: شرح مشکاۃ (قلمی نسخہ مطبوع ہے باہتمام أبو سہل)۔
٦: أطراف أحادیث مشکاۃ المصابیح (غیر مطبوع)۔
۷: شرح ترمذی شریف (حضرت مولانا شریف کشمیری رحمہ اللہ کے افادات طالب علمی کے دور میں جمع فرمائے، ہزار صفحات سے زائد پر ہیں) (غیر مطبوع)۔
۸: حاشیہ علی کتاب الآثار (قلمی نسخہ نواقض الوضوء تک بندے کے پاس موجود ہے)۔
۹: تعلیقات علی الخیر الجاری شرح صحیح البخاری لمولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ (غیر مطبوع)۔
۱۰: تراجم رجال السند (حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ سے لیکر شیخ علی متقی برھانپوری تک تمام اکابر کے حالات زندگی مختصرا تحریر فرمائے) (قلمی نسخہ بندے کے پاس موجود ہے)۔
۱۱- الصلاۃ علی الحبیب الشفیع بما وردت فی القول البدیع (القول البدیع للسخاوی کا خلاصہ ہے) (بندے کے پاس موجود ہے)۔
۱۲: تخریج الحزب الأعظم (مفقود)۔
۱۳: مقدمہ الخیر الجاری شرح صحیح البخاری (قلمی نسخہ بندے کے پاس موجود ہے)۔

یہ چند باتیں بے ربط انداز میں پیش کر دی گئی ہیں، اللہ تعالی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، راقم اور سب احباب کیلئے نافع بنائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم، وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

المرويات والأسانيد

المنتقى

من

الفضل المبين في المسلسل

من حديث النبي الأمين صلى الله عليه وآله وسلم

تأليف

مسند الهند الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي

رحمه الله تعالى رحمة واسعة

انتقاء

فضيلة المحدث الشيخ عبد القادر محمد متقي حفظه الله تعالى

اعتناء

أبو سهل محمد سعد بن رحمت الله عفا الله عنهما

المقدمة

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

الحمد الله الذي رفع أقدارَ العلماء باتصال سندهم بسيِّدِ الأنبياءِ، وجعل اتصالَ السند خصيصةً بهذه الأمة المرحمة وناهيك به من العلياء، وجعل المسلسل من الأسانيد كالشمس من نجوم السماء، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن سيدنا محمدا عبده ورسوله، صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم.

أما بعد: فيقول العبد المفتقر إلى رحمة الله الكريم أحمد المدعو بولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي العمري -أحسن الله إليه وإلى مشايخه ووالديه-: هذه طائفة من الأحاديث المسلسلة جمعتها وسميتها بـ«**الفَضلُ المُبِينُ في المُسَلسَلِ مِن حديثِ النَّبِيِّ الأَمِينِ ﷺ**».

وأسأل الله تعالى أن يجعل جمعها قربةً إليه، إنه حميد مجيد.

(١) الحديث المسلسل بالأولية

قال الفقير ولي الله- عفي عنه -: حدثني السيد عمر من لفظه تجاهَ قبرِ النبي ﷺ وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثني جدِّي الشيخ عبد الله بن سالم البصري، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثنا الشيخ يحيي بن محمد الشهير بالشَّاوي، قال: وهو أول حديث سمعناه منه، قال: أخبرنا به الشيخ سعيد بن إبراهيم الجزائري المفتي الشهير بِقَدُّورَةَ، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا به الشيخ المحقق سعيد بن محمد المقرِي، قال: وهو أول حديث سمعته منه، عن الوليِّ الكامل أحمد حِجِّي الْوَهْرَانِي، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: عن شيخ الإسلام العارف بالله تعالى سيدي إبراهيم التَّازِيِّ، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: قرأتُه على المُحدِّث الرباني أبي الفتح محمد بن أبي بكر بن الحسين المَراغي، قال: وهو أول حديث قرأتُهُ عليه قال: سمعت من لفظِ شيخِنا زينِ الدين عبد الرحيم بن الحسين العِراقيِّ، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: حدثنا أبو الفتح محمد بن محمد بن إبراهيم البكري الْمَيْدُومِي، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا النجيب أبو الفرج عبد اللطيف بن عبد المنعم الحرّاني، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا الحافظ أبو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا أبو سعيد إسماعيل بن أبي صالح النَّيْسَابُورِيُّ، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا والدي أبو صالح أحمد بن عبد الملك المُؤَذِّن، قال:

وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا أبو طاهر محمد بن محمد مَحْمِشٍ الزِّيَادِي، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا أبو حامد أحمد بن محمد بن يحيي البَزَّازُ، قال: وهو أول حديث سمعناه منه، قال: حدثنا عبد الرحمن بن بِشْرِ بن الْحَكَمِ ، قال: وهو أول حديث سمعته منه، قال: أخبرنا سفيان بن عُيَينَة، قال: وهو أول حديث سمعته منه، عن عمرِو بن دِينار عن أبي قَابُوس مولى عبد الله بن عمرِو بن العاصِ عن عبد الله بن عمرو بن العاص ﵄ أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: : «الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، ارْحَمُوا مَنْ فِي الأَرْضِ يَرْحَمكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ» .

قال الزين العراقي: «هذا حديث صحيح أخرجه أبو داود والترمذي جميعا من طريق ابن عيينة بإسناده».

وقال: للجملة الثانية متابعة عند أحمد لفظها: «ارحموا تُرحَموا» والجملة الأولى شواهدُها كثيرةٌ في «الصحيحين» وغيرهما.

***

(٢). الحديث المسلسل بقول: أنا أحبك فقل

قال الفقير ولي الله - عفي عنه -: حدثني أبو طاهر سماعا من لفظه، قال: أخبرَنَا النَّخَلِي بِسَمَاعِهِ عن الْبَابِلِي، عن علي بن محمد عن إبراهيم بن عبد الرحمن الْعَلْقَمِي، عن أبي الفضل الجلال السيوطي، قال: أخبرني أبو الطيب أحمدُ بن محمدٍ الحجازي الأديب سماعا، قال: أخبرنا قاضي القضاة مجد الدين إسماعيل بن إبراهيم الحنفي، قال: أخبرنا الحافظ أبو سعيد الْعَلائِيُّ، قال: أخبرنا أحمد بن محمد الأُرْمَوِي، قال: أخبرنا عبد الرحمن بن مكي، قال: أخبرنا أبو طاهر السِّلَفِيُّ، قال: أخبرنا محمد بن عبد الكريم، قال: أخبرنا أبو علي بن شاذان، قال: أخبرنا أحمد بن سليمان النَّجَّادُ، قال: حدثنا أبو بكر بْنُ أبي الدُّنيا، قال: حدثنا الحسن بن عبد العزيز الْجَرَوِي، قال: حدثنا عمرو بن مسلم التِّنِّيسِيُّ، قال: حدثنا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قال: أخبرني عقبة بن مسلم، عن أبي عبد الرحمن الْحُبُلِي، عن الصُّنَابِحِي، عن معاذ بن جبل رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: «يَا مُعَاذُ، إِنِّي أُحِبُّكَ، فَقُلْ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وحُسْنِ عِبَادَتِكَ». وفي رواية: «أُوصِيك يا مُعَاذُ، لاَ تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ تَقُول: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ»

قال الصُّنَابِحِي: قال لي معاذ: أنا أُحِبُّكَ فَقُل، قال أبو عبد الرحمن: قال لي الصنابحي: إني أحبك فقل، قال عقبة بن مسلم: قال لي أبو عبد الرحمن: إني أحبك فقل، قال حيوة بن شريح: قال لي عقبة: إني أحبك فقل، قال

الْحَكَمُ بْنُ عَبْدَةَ: قال لي حيوة: وَأَنْتَ تَعْلَمُ مَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ، فَقُلْ. قال التِّنِّيسِيُّ: قال لي الحكم: وأنا أُحِبُّكَ فَقُل، قال الحسن: قال لي التِّنِّيسِيُّ : وأنا أحبك فقل، قال ابن أبي الدنيا: قال أحمد بن سليمان: قال لي ابن أبي الدنيا: وأنا أحبك فقل، قال ابن شاذان: قال لنا ابن سليمان: وأنا أحبكم فقُولُوا، قال محمد بن عبد الكريم: قال لنا ابن شاذان : وأنا أحبكم فقولوا، قال السلفي: قال لي محمد بن عبد الكريم: وأنا أحبك فقل، قال ابْنُ مَكِّيٍّ: قال لنا السلفي: وأنا أحبكم فقولوا، قال الأُرْمَوِي: قال لي ابن مكي: وأنا أحبك فقُل، قال العلائي: قال لي الأُرْمَوِي: وأنا أحبك فقل، قال الْمَجْدُ الحنفي: قال لنا العلائي: وأنا أحبكم فقولوا، قال الحجازي: قال لنا المجد: وأنا أحبكم فقولوا، قال الجلال السيوطي: قال لنا الشهاب الحجازي: وأنا أحبكم فقولوا، قال العَلقَمِيُّ: قال لي الجلال السيوطي: وأنا أحبك فقل، قال علي ابن محمد: قال لي العلقمي: وأنا أحبك فقل، قال محمد الْبَابِلِيُّ: قال لي على بن محمد: وأنا أحبك فقل، قال الْبَابِلِيُّ لِلنَّخَلِيِّ وغيره: وأنا أحبكم فقولوا، قال النَّخَلِيُّ لِأَبي طاهرٍ وغيرِه: وأنا أحبكم فقولوا. قلت: قال لنا أبو طاهر: وأنا أحبكم فقولوا.

***

(٢) الحديث المسلسل بالمصافحة

قال الفقير ولي الله - عفي عنه -: حدثني أبو طاهر سَمَاعا من لفظِهِ، قال: قرأتُ على أحمد النَّخَلِي بِسَمَاعِهِ على الْبَابِلِي، عن جماعةٍ: منهم أبو بكر ابن إسماعيل، عن إبراهيمَ بنِ عبد الرحمنِ العَلقَمي، عن أبي الفضل الجلال السيوطي قال: أخبرنا التَّقِيُّ أحمدُ بن محمد الشُّمُنِّي قراءةً عليه، قال: أخبرنا أبو الطاهر بن الْكُوَيْكِ، قال: أخبرنا أبو إسحاق إبراهيم بن عليٍّ حُضُورًا(٧٩)، قال: أخبرنا أبو عبدالله الْخُوَيِّي قال: أخبرنا أبو المجد محمد بن الحسين الْقَزْوِينِيُّ، قال: أخبرنا أبو بكر بن إبراهيم الشَّحَّاذِي، قال: أخبرنا أبو الحسن بن أبي زُرْعَةَ، قال: أخبرنا أبو منصور عبدالرحمن بن عبد الله البَزَّازُ، قال: أخبرنا عبد الملك بن نُجَيْدٍ، قال: حدثنا أبو القاسم عَبْدَانُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَنْبِجِي، قال: حدثنا عمر بن سعيد، قال: حدثنا أحمد بن دِهْقَانَ، قال: حدثنا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ، قال: دَخَلْنَا عَلَى أَبِي هُرْمُزَ نَعُودُهُ، فَقَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﵁ نَعُودُهُ، فَقَالَ: «صَافَحْتُ بِكَفِّي هَذِهِ كَفَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَمَا مَسِسْتُ خَزًّا، وَلا حَرِيرًا، أَلْيَنَ مِنْ كَفِّهِ ﷺ» .

قَالَ أَبُو هُرْمُزَ: فَقُلْنَا لأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: صَافِحْنَا بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَصَافَحَنَا.

---

(٧٩) أي بحضور ابن الْكُوَيْكِ مجلسه، وهو في سن الرابعة، لأن ولادة ابن الْكُوَيْكِ ٧٣٧، ووفاة أبي إسحاق ٧٤١، فكان عمره أربع سنوات عند وفاة شيخه. مستفاد من تعليق الشيخ محمد مجد المكي لـ «جياد المسلسلات» ص: ١٣٤.

قَالَ خَلَفٌ: قُلْنَا لأَبِي هُرْمُزَ: صَافِحْنَا بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا أَنَسًا ﵁، فَصَافَحَنَا.
قَالَ أَحْمَدُ بْنُ دِهْقَانَ: قُلْنَا لِخَلَفٍ: صَافِحْنَا بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا أَبَا هُرْمُزَ، فَصَافَحَنَا.
قَالَ عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ: قُلْنَا لِأَحْمَدَ بْنِ دِهْقَانَ: صَافِحْنَا بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا خَلَفَ بْنَ تَمِيمٍ، فَصَافَحَنَا.
قَالَ عَبْدانُ: قُلْنَا لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ: صَافِحْنَا بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا أَحْمَدَ بْنَ دِهْقَانَ، فَصَافَحَنَا.
قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: قُلْنَا لِعَبْدَانَ: صَافِحْنَا بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا عُمَرَ بْنَ سَعِيدٍ، فَصَافَحَنَا.
قَالَ أَبُو مَنْصُورٍ: قُلْتُ لِعَبْدِ الْمَلِكِ: صَافِحْنَا بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا عَبْدَانَ، فَصَافَحَنَا.
قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ أَبِي زُرْعَةَ: قُلْتُ لأَبِي مَنْصُورٍ: صَافِحْنَا بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا عَبْدَ الْمَلِكِ، فَصَافَحَنَا.
قَالَ أَبُو بَكْرٍ الشَّحَّاذِي: قُلْتُ لأَبِي الْحَسَنِ: صَافِحْنِي بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا أَبَا مَنْصُورٍ، فَصَافَحَنِي.
قَالَ أَبُو الْمَجْدِ: قُلْتُ لأَبِي بَكْرٍ: صَافِحْنِي بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا أَبَا الْحَسَنِ، فَصَافَحَنِي.
قَالَ الْخُوَيـيِّ: قُلْتُ لأَبِي الْمَجْدِ: صَافِحْنِي بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا أَبَا بَكْرٍ، فَصَافَحَنِي.

قِيلَ لِلْخُوَيِّـي: صَافِحْ إِبْرَاهِيمَ بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا أَبَا الْمَجْدِ، فَصَافَحَنِي.

قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ: قُلْتُ لإِبْرَاهِيمَ: صَافِحْنِي بِالْكَفِّ الَّتِي صَافَحْتَ بِهَا الْخُوَيِّـي، فَصَافَحَنِي.

قال الشمني: قلت لأبي طاهر: فصافحني بالكف التي صافحت بها إبراهيم، فَصَافَحَنِي.

قال الجلال السيوطي: قلتُ لشيخنا الشمني: صافحني بالكف التي صافحت بها أبا الطاهر، فصافحني.

والجلال السيوطي صافح إبراهيم العلقمي إن لم يكن فعلا فإجازة، والعلقمي صافح أبابكر كذلك، والجماعة صافحوا الْبَابِلِي، والْبَابِلِي صافح النَّخَلِي، والنَّخَلِي أبا طاهر.

قلت لأبي طاهر: صافحنا بالكف التي صافحت بها النَّخَلِي فصافحنا.

***

(٣) الحديث المسلسل بالفقهاء الحنفية

قال الفقير ولي الله -عفي عنه – وله معرفة بالأحاديث والآثار التي استدل بها الحنفية ومعرفةٌ بالهداية وغيرها من كتب مذهبِهم وإجازةٌ لتدريسها واشتغال بمطالعتِها ودراستها -: شافَهَنِي الشيخ تاج الدين القلعي مفتي الحنفيِّةِ بـبلد الله الحرام، عن الشيخ حسن العُجَيمي الحنفي، أخبرنا مفتي الإسلام السيّد محمد صادق بن أحمد باشاه الحسيني الحنفي، عن العلامة محمد بن عبدالقادر النحريري الحنفي إجازة عن الشيخ سراج الدين عمر الحانُوتي الحنفي، عن الشيخ إبراهيم بن عبدالرحمن الكَركِي صاحب «الفيض»، عن الشيخ محب الدين محمد بن أحمد الأقصراني، عن العلامة سراج الدين عمر بن علي الكناني الشهير بـقارئ الهداية، عن العلامة علاء الدين السِّيرامي، عن السيد جلال بن شمس الدين الكِرماني، عن العلامة عبد العزيز بن محمد بن أحمد البخاري، عن الشيخ حافظ الدين ابن أبي الفضل محمد بن محمد بن نصر البخاري، أنا شمس الأئمة أبو المجد محمد بن عبد الستار الكردي، أنا بدر الأئمة عمر بن عبدالكريم الوَرْسَكي، أنا الإمام زكي الدين عبدالرحمن بن محمد بن محمد أميرويه الكرماني، أنا فخر القضاة محمد بن الحسن الأَرسانيدي، أنا عماد الإسلام عبد الرحيم بن عبد العزيز الزَوْزَنى، أنا القاضي أبو زيد عبد الله بن عيسى الَدبُوسي، أنا الأستاذ أبو جعفر محمد بن عمر الأُستُرُوشَني، أنا إمام عصره أبو الحسن علي بن خضر النسفي، أنا العلامة أبو بكر محمد بن الفضل الكَماري – بفتح الكاف - أنا الإمام أبو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب

السَّندموني الحارثي، أنا القدوة أبو حفص الصغير عبدالله، أنا والدي الإمام المشهور بـأبي حفص الكبير أحمد بن حفص البخاري، أنا الإمام الحجة أبو عبد الله محمد بن الحسن الشيباني، عن الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي رضي الله عنه، عن عبدالله بن أبي حبيبة رضي الله عنه، قال: سمعت أبا الدرداء رضي الله عنه يقول: كنتُ رديفَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقال: «يا أبا الدرداء، من شهد أن لا إلٰه إلا الله وأنِّي رسولُ الله وَجَبَت له الجنة»، قلت: وإن زنى وإن سرق؟ قال: فسار ساعة فعاد لكلامه، فقلتُ: وإن زنى وإن سرق؟ قال: وإن زنى وإن سرق وإن رغم أنف أبي الدرداء ! قال: فكان أبو الدرداء رضي الله عنه يحدث بهذا الحديث كل جمعة عند منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ويضع إصبعَه على أنفِه ويقول: وإن رغم أنف أبي الدرداء.

***

(٤) حديث آخر كذلك

وهو أيضا مسلسل بالفقهاء الحنفية

قال الفقير ولي الله - عفى عنه -: شافَهَنا الشيخ تاج الدين القلعي مفتي الحنفية، عن الشيخ حسن العجيمي الحنفي، عن الشيخ خير الدين الرَّمْلِي الحنفي، عن الشيخ محمد بن سراج الدين الحانوتي الحنفي، عن أحمد ابن الشلبي الحنفي، عن إبراهيم الكركي الحنفي، عن الشيخ أمين الدين يحيى ابن محمد الأقصراني الحنفي، عن الشيخ محمد بن محمد البخاري الحنفي، عن الشيخ حافظ الدين محمد بن محمد بن علي البخاري الطاهري الحنفي، عن صدر الشريعة عُبيد الله بن مسعود الحنفي، عن جدِّه تاج الشريعة محمود الحنفي، عن والده صدر الشريعة أحمد الحنفي، عن والده جمال الدين عبيد الله بن إبراهيم المَحبوبي الحنفي، عن محمد بن أبي بكر البخاري عُرِفَ بإمام زاده الحنفي، عن أبي الفضائل شمس الأئمة أبي بكر بن محمد الزَّرَنْجَرِي الحنفي، عن شمس الأئمة عبد العزيز بن أحمد الحُلْوَانِي الحنفي، عن أبي على الخضر النسفي بن عليٍّ الحنفي، عن أبي بكر محمد بن الفضل البخاري الحنفي، عن الأستاذ عبدالله بن محمد الحارثي الحنفي، عن أبي حفص الصغير محمد الحنفي، عن أبيه أبي حفص الكبير أحمد بن حفص البخاري الحنفي، عن الإمام الربَّاني محمد بن الحسن الشيباني، عن الإمام أبي حنيفة النعمان بن ثابت، عن علقمة بن مَرْثَدٍ، عن عبدالله بن بريدة، عن أبيه، قال: كان رسولُ الله ﷺ إذا بعث سَرِيَّةً أوصى إلى صاحبها بتقوى الله في نفسه خاصَّةً وأوصاه بِمَن معه من المسلمين خيرًا، ثم قال: اغْزُ بِاسْمِ

اللَّهِ، في سبيل الله، قاتلوا من كَفَرَ بالله، لا تَغُلُّوا، وَلا تَغْدِرُوا، وَلا تُمَثِّلُوا، ولا تقتلوا وَلِيدًا، وإذا لقيتم عَدُوَّكُمْ من المشركين فادعوهم إلى الإسلام، فإن أسلموا فاقبلوا منهم وَكُفُّوا عنهم، وَأَخْبِرُوهُمْ أنهم من المسلمين، لهم ما لَهم وعليهم ما عَلَيهم، وادعوهم إلى التَّحَوُّل إلى دار الاسلام، فإن أَبَوا فأخبروهم أنَّهُم كأَعراب المسلمين، يجري عليهم حكم الله الذي يجري على المسلمين، وليس الهم في الْفَيْءِ ولا في الغنيمة نصيب، فإن أبوا فادعوهم إلى إعطاء الجِزْيَةِ، فإن فَعَلُوا فاقبلوا ذلك منهم وكُفُّوا عنهم، وإذا حاصرتم أهل حصن أو مدينة فَسَأَلُوكُمْ أَنْ تُنْزِلُوهُمْ على حكم الله، فلا تُنْزِلُوهُمْ، فإنكم لا تدرون ما حكمُ الله فيهم، وَلَكِن أَنزِلُوهُم على حكمِكِم ثم احْكُمُوا فِيهِمْ بِمَا رَأَيْتُمْ، وإذا حاصرتم أهل حصن أو مدينة فَأْرَادُوكُمْ على أن تُعْطُوهُمْ ذِمَّةَ الله وذمةَ رسولِه فلا تعطوهم ذمة الله ولا ذمة رسوله، ولكن أعطوهم ذِمَمَكُمْ، وَذِمَمَ آبَائِكم، فإنكم إن تَخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ فهو أهون».

أخرج هذا الحديثَ الإمام محمد بن الحسن في «مبسوطه» وفي «كتاب الآثار».

قلت: وأنا أروي «المبسوط» و«كتاب الآثار» بهذا الإسناد.

***

(٦) الحديث المسلسل بالمكيين

قال الفقير ولي الله عفي عنه - وقد جاور مكة قريبا من سنة-: شافهني الشيخ تاج الدين القلعي المكي، عن الشيخ حسن العجيمي المكي، عن إمام المقام زين العابدين بن عبد القادر بن محمد بن يحيي بن مكرم الحسيني الطبري المكي إجازة عن والده إمام المقام عبدالقادر بن محمد الطبري المكي، عن جده الإمام يحيي بن مكرم بن محمد بن المحب الأخير المكي، عن جده الإمام أبي المعالي محب الدين محمد بن رضي الدين محمد بن المحب الأوسط محمد المكي، عن عم أبيه الإمام العلامة أبي اليمن محمد بن أحمد المكي، عن أبيه الإمام شهاب الدين أبي العباس أحمد بن رضي الطبري المكي قال: أنا والدي إمام مقام الخليل العلامة رضي الدين إبراهيم بن محمد ابن إبراهيم بن أبي بكر بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر بن على بن الفارس الحسيني الطبري المكي، وقاضي القضاة نجم الدين أبو أحمد محمد بن قاضي القضاة جمال الدين محمد بن الحافظ محب الدين أبي العباس أحمد بن عبدالله الطبري المكي، قال هو وأحمد بن الرضي أيضا: أنا به الإمام عماد الدين أبو محمد عبدالرحمن بن محمد بن علي بن الحسين الطبري المكي، قال هو والرضي الطبري: أنبأنا به الشيخ زكي الدين أبو القاسم عبد الرحمن بن أبي حَرَمِيٍّ فُتُوْحِ بنِ بَنِيْنَ الكاتب المكي، أنا به الإمام الحافظ خطيب مكة أبو حفص عمر بن عبد المجيد بن عمر القرشي المعروف بالميانشي المكي سماعا، أنا به الإمام ركن الإسلام قاضي الحرمين أبو المظفر محمد بن علي بن الحسين

الشيباني الطبري المكي بقراءتي عليه، أنا جدّي الإمام القاضي أبو عبد الله الحسين بن علي بن الحسين الطبري المكي وأبو الحسن علي بن أبي القاسم خلف بن هبة الله بن قاسم بن عمر بن الشماخ الكناني الشامي بالحرم الشريف، قالا: أنا به أبو القاسم خلف المذكور، نا به أبو محمد الحسن بن أحمد بن إبراهيم بن فراس الْعَبْقَسِي المكي سنة عشرين وأربعمائة، نا به أبو الحسن محمد بن نافع بن إسحاق بن نافع الخزاعي المكي وأبو بكر أحمد بن عبدالله بن عبد المؤمن، قالا: نا به أبو محمد إسحاق بن أحمد بن إسحاق بن أبي بكر الخزاعي المكي في حدود سنة ست وثلثمائة، أنا به الإمام المؤرخ أبو الوليد محمد بن عبد الله بن أحمد بن محمد بن الوليد الأزرقي المكي، ني جَدِّي عن سعيد بن سالم - هو أبو عثمان القداح المكي - وسليم بن مسلم هو المكي- عن ابن جريج -هو مفتي مكة عبد الملك بن عبدالعزيز بن جريج المكي- عن عطاء - هو ابن أبي رباح المكي- عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «يُنزل الله على هذا البيت كل يوم وليلة عشرين ومائة رحمة، ستون منها للطائفين، وأربعون للمصلين، وعشرون للناظرين».

قال السخاوي: «حسنه المنذري في «ترغيبه» والعراقي في «تخريج الإحياء»، وله شاهد لحديث ابن أبي مليكة عن ابن عباس أخرجه الطبراني في «الكبير».

***

(٧) الحديث المسلسل بإجابة الدعاء في الملتزم

(وهو زائد على المسلسلات التي ذكرت في الرسالة)

ولفظه: يقول مولانا الشاه عبد الغني المجددي الدهلوي ثم المهاجر المدني، أخبرني به شيخنا عابد السندي إجازة قال: أرويه عن عمِّي محمد حسين الأنصاري، عن الشيخ محمد بن محمد بن محمد بن عبدالله المغربي، عن الشيخ عبد الله بن سالم البصري، عن الشيخ محمد بن علاء الدين الْبَابِلِي، عن الشهاب أحمد بن خليل السبكي، عن النجم محمد بن أحمد بن علي الغيطي، عن القاضي زكريا الأنصاري، عن الحافظ ابن حجر، عن شرف الدين أبي بكر بن عز الدين بن عبد العزيز بن جماعة، عن يحيى بن فضل الله العمري، عن مكي بن علّان، أنا أبو طاهر السِّلَفي، سمعت أبا الفتح بن مسعود الغزنوي يقول: سمعت أبا الحسن بن علي بن محمد بن نَصْرٍ اللَّبَّانِ يقول: سمعت أبا القاسم حمزة بن يوسف السَّهْمِيِّ بِجُرْجَانَ يقول: سمعت أبا القاسم عبد الله بن محمد بن خلف البزار بمصر، يقول: سمعت محمد بن الحسن بن راشد الأنصاري، يقول: سمعت أبا بكر محمد بن إدريس المكي -وهو وراق الحميدي واسم جده عمر- يقول: سمعت عبد الله بن الزبير الحميدي، يقول: سمعت سفيان بن عيينة يقول: سمعت عمرو بن دينار يقول: سمعت عبد الله بن عباس رضي الله عنهما يقول: سمعت النبي ﷺ يقول: «الملتَزَمُ مَوضِعٌ يُستَجَابُ فيه الدعاءُ ما دعا اللهَ فيه عبدٌ إلا استجابها»، قال ابن عباس رضي الله عنهما: «فَوَ اللهِ ما دعوتُ اللهَ عز وجل

فيه إلا استجاب لي منذ سمعت هذا من رسول الله ﷺ»، قال عمرو: وأنا والله ما أَهَمَّنِي أَمرٌ فدعوتُ اللهَ عز وجل فيه إلا أجابني منذ سمعت هذا من ابن عباس رضي الله عنهما، وهكذا قال كل راو.

يقول عبد الغني: «وأنا والله دعوتُ اللهَ عز وجل فاستجاب لي».

وأخرج سعيد بن منصور والبيهقي في «سننهما» عن أبي الزبير عن ابن عباس رضي الله عنهما موقوفا.

***

(٨) الحديث المسلسل بالضيافة بالأسودين

(وهو زائد على المسلسلات التي ذكرت في الرسالة)

قال الحقير الفقير خليل أحمد: أضافني الشيخ الأمجد المكرم المعظم مولانا وشيخنا عبد القيوم بن مولانا عبد الحي البدهانوي سنة إحدى وتسعين بعد الألف والمائتين في بلدة بهوبال بالأسودين التمرِ والماءِ وقرأت عليه الحديث، قال: أضافني شيخنا ومولانا الشاه إسحاق الدهلوي المهاجِر المكي بالأسودين التمر والماء، قال: أضافنا الشيخ فريد عصره ووحيد دهره عبد العزيز بالأسودين التمر والماء، قال: أضافنا الشيخ وليُّ الله بالأسودين التمر والماء، قال: أضافنا شيخنا أبو طاهر بالأسودين التمر والماء، قال: أضافنا شيخنا محمد بن محمد بن سليمان المغربي الردَّاني نزيلُ مكة الشريفة بالأسودين التمر والماء، قال: أضافني أبو عثمان سيدي سعيد بن إبراهيم الجزائري -عُرف بقُدُّورَه- بالأسودين التمر والماء، قال: أضافني الشيخ سيدي سعيد بن أحمد المقري القرشي بالأسودين التمر والماء، قال: أضافني شيخ الصدور الأوحد سيدي أحمد حِجِّي الوهراني بالأسودين التمر والماء، قال: أضافني الشيخ شيخ الأنام مُوَضِّحُ طريق الإسلام أبو سالم سيدي إبراهيم التازي البَلَنسِي بالأسودين التمر والماء، قال: أضافني الشيخ العالم الولي أبو الفتح محمد بن أبي بكر بن الحسين المراغي المدني بمنزله بالمدينة تمرا وماءً في يوم الخميس شهر الله المحرم سنة إحدى وثلاثين وثمانمائة وقرأ علينا، أخبرنا الحافظ نفيس الدين سليمان بن ابراهيم العلوي اليماني بقراءتي عليه قال: أخبرني والدي إجازة قال: أخبرنا الفقيه تقي الدين عمر

ابن علي الشعبي، قال: أضافنا شيخنا القاضي فخر الدين الطبري في منزله بِزَبيد بالأسودين التمر والماء قال: أضافنا شيخنا الإمام فخر الدين محمد ابن إبراهيم الجيزي الفارسي على الأسودين التمر والماء، قال: أضافنا شيخنا الحافظ أبو العلاء الهمداني بها [٨٠] على الأسودين التمر والماء قال: أضافنا الشيخ أبو بكر هبة الله بن الفرج الكاتب المعروف بابن اخت الطويل الهمداني على الأسودين التمر والماء، قال: أضافنا: أبو جعفر محمد بن الحسين بن محمد ابن إبراهيم العوفي على الأسودين التمر والماء قال: أضافني أبو الحسن علي بن الحسن الواعظ على الأسودين التمر والماء، قال: أضافنا أبو شيبة أحمد بن إبراهيم العطار المخزومي بالردان على الأسودين التمر والماء، قال: أضافنا جعفر بن محمد بن عاصم الدمشقي على الأسودين التمر والماء، قال: أضافنا نوفل بن إهاب على الأسودين التمر والماء، قال: أضافنا عبد الله بن ميمون القداح على الأسودين التمر والماء، قال أضافنا جعفر بن محمد الصادق على الأسودين التمر والماء، قال: أضافنا أبي محمد بن علي الباقر على الأسودين التمر والماء، قال: أضافنا أبي علي بن الحسين بن علي على الأسودين التمر والماء، قال: أضافني أبي، قال: أضافني علي كرم الله وجهه على الأسودين التمر والماء، قال: أضافَنا رسول الله ﷺ على الأسودين التمر والماء، ثم قال : من ماء، ثم قال: «مَنْ أَضَافَ مُؤْمِنًا فَكَأَنَّمَا أَضَافَ آدَمَ، وَمَنْ أَضَافَ مُؤْمِنَيْنِ فَكَأَنَّمَا أَضَافَ آدَمَ وَحَوَّاءَ، وَمَنْ أَضَافَ ثَلاثَةً فَكَأَنَّمَا أَضَافَ جِبْرِيلَ

---

(٨٠) أي بهمدان.

وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، وَمَنْ أَضَافَ أَرْبَعَةً فَكَأَنَّمَا قَرَأَ التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ وَالْفُرْقَانَ، وَمَنْ أَضَافَ خَمْسَةً فَكَأَنَّمَا صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْجَمَاعَةِ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ أَضَافَ سِتَّةً فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ سِتِّينَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَمَنْ أَضَافَ سَبْعَةً غُلِّقَتْ عَنْهُ سَبعَةُ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ أَضَافَ ثَمَانِيَةً فُتِّحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَضَافَ تِسْعَةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ مَنْ عَصَاهُ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ خَلَقَ اللَّهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ أَضَافَ عَشَرَةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرَ مَنْ صَلَّى وَصَامَ وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

***

(٩) الحديث المسلسل بقول «بالله العظيم» في أكثره

أقول: بالله العظيم لقد شافهني أبو طاهر بالإجازة لِتَصَانيفِ والدِهِ كلها وناوَلَنِي رسالةَ المسلسلات، قال والده فيها: بالله العظيم لقد أخبَرَنا شيخُنا الإمام صفيُّ الدين أحمد بن محمد، قال: بالله العظيم لقد أخبرنا شيخنا أبو المواهب أحمد بن علي الشِّنَّاوي، قال: بالله العظيم أخبرنا الشاه صبغة الله، قال: بالله العظيم أخبرنا مولانا وجيه الدين بإجازته العامة من القطب النَّهْرَوَالي الأصل المكي الدار، عن والده العلاء أحمد بن محمد النهروالي ثم المكي، عن الحافظ شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي.

ح وبرواية شيخِنا الإمام صفيِّ الدين أحمد بإجازته من الشمس الرملي، عن والده أحمد، عن الحافظ شمس الدين السخاوي قال: بالله العظيم لقد أخبرتني أم هانئ سبطة الفخر القاضي، وقالت: بالله العظيم لقد أنبأني العفيف عبد الله بن محمد المكي، وقال: بالله العظيم لقد أخبرني الرضي أبو أحمد الطبري، وقال: بالله العظيم لقد أخبرني أبو الحسن علي بن هبة الله بن سلامة، وقال: بالله العظيم لقد أخبرنا الإمام الشرف أبو سعد عبد الله بن محمد بن أبي عصرون الموصلي، وقال: بالله العظيم لقد حدثنا القاضي أبو عبد الله الحسين بن نصر بن محمد بن خَمِيْسٍ، وقال: بالله العظيم لقد حدثنا الشيخ الفقيه أبو بكر أحمد بن علي الطُّرَيْثِيثِيُّ.

ح وبه إلى الرضي إبراهيم بن محمد الطبري المكي إمام المقام المتولد سنة ٦٣٦هـ بإجازته العامة من الشيخ محيي الدين محمد بن العربي قدس سره

المتوفى سنة ٦٣٧هـ إنه قال في الباب الموفي ٥٦٠ من «الفتوحات المكية» -ومن خطه الشريف نقلت وصيته-: إذا قرأت فاتحة الكتاب فَصِل بسم الله الرحمن الرحيم بالحمد لله في نَفَسٍ واحد من غير قطع، فإني أقول: بالله العظيم لقد حدثني أبو الحسن علي بن أبي الفتح الكُنَارِي الطبيب بمدينة الموصل بمنزلي سنة ٦٠١هـ وقال: بالله العظيم لقد سمعت شيخنا أبا الفضل عَبْدَ اللهِ بنَ أَحْمَدَ [بنِ مُحَمَّدِ] بنِ عَبْدِ القَاهِرِ بنِ هِشَامٍ الطُّوْسِيُّ الخطيب، يقول: بالله العظيم لقد سمعت والدي أحمد، يقول: بالله العظيم لقد سمعت المبارك بن أحمد بن محمد النيشابوري المقري بروايته والطريثيثي عن أبي بكر الفضل بن محمد الكاتب الهروي ولفظ الطريثيثي: بالله العظيم لقد حدثنا الرئيس أبو بكر الفضل بن محمد الكاتب الهروي في جامع المنصور في جمادى الأخرى سنة ٤٦٤ هـ قدم علينا حاجا، ولفظ النيشابوري: بالله العظيم لقد سمعت من لفظ أبي بكر الفضل بن محمد الكاتب الهروي وقال: بالله العظيم لقد حدثني أبو بكر محمد بن على الشاشي من لفظه، وقال: بالله العظيم لقد حدثني عبد الله المعروف بأبي نصر السرخسي، وقال: بالله العظيم لقد حدثنا أبو بكر محمد بن الفضل، وقال: بالله العظيم لقد حدثنا أبو عبدالله محمد بن علي بن يحيى الوراق الفقيه، وقال: بالله العظيم لقد حدثني محمد بن يونس الطويل الفقيه، وقال: بالله العظيم لقد حدثني محمد بن الحسن العلوي الزاهد، وقال: والله العظيم لقد حدثني موسى بن عيسى، وقال: بالله العظيم لقد حدثني أبو بكر الراجفي، وقال: بالله

العظيم لقد حدثني عمار بن موسى الْبَرْمَكِي، وقال: بالله العظم لقد حدثني أنس بن مالك، وقال: بالله العظيم لقد حدثني علي بن أبي طالب، وقال: بالله العظيم لقد حدثني أبو بكر الصديق، وقال: بالله العظيم لقد حدثني محمد المصطفى ﷺ تسليما، وقال: بالله العظيم لقد حدثني جبريل عليه السلام، وقال: بالله العظيم لقد حدثني ميكائيل عليه السلام، وقال: بالله العظيم لقد حدثني إسرافيل عليه السلام، وقال: قال الله تعالى: يا إسرافيل بعزتي وجلالي وجودي وكرمي من قرأ بسم الله الرحمن الرحيم متصلة بفاتحة الكتاب مرة واحدة، اشهدوا عليَّ أَنِّي قد غفرت له وقبلت منه الحسنات، وتجاوزت عنه السيئات، ولا أُحرق لسانَه في النَّار، وأُجِيرُه من عذاب القبر وعذاب النار، وعذاب القيامة والفزعِ الأكبرِ، وَيَلقَانِي قَبلَ الأولياءِ والأنبياءِ أجمعين.

هذا لفظ الحديث في رواية الشيخ محيي الدين قدس سره ومن خطه نقلت. وفي رواية السخاوي من طريق ابن أبي عصرون مثله، إلا أنه لم يقل: «وعذاب النار». وزاد في آخر الحديث: «وهو مؤمن».

***

بسم الله الرحمن الرحيم

أسانيد الشيخ أبي إبراهيم خليل أحمد الأنصاري السهارنبوري
ثم المهاجر المدني نور الله مرقده

الحمد لله الذي تواتر علينا نعمائه، واتصل بنا آلائه، والصلاة والسلام على من أزاح ظلمة الإلحاد عن الدنيا نوره وبهائه، وأعلى مراتب متبعيه الذين شاركوه في جهاده وعمهم نصحه وبلائه، وعلى آله وأصحابه وأشياعه إلى يوم يظهر ... في المقام المحمود على كافة الناس عزه وعلائه.

أما بعد فيقول المفتقر إلى رحمة الله تعالى وكرمه خليل أحمد بن الشاه مجيد علي بن الشاه أحمد على الأنبهتوي -وفقه الله تعالى للتَّزَوُّدِ لغد-: إني لما حَصَلَ لِيَ الفراغُ مِنَ العُلومِ الآليةِ قرأتُ كتبَ الصحاحِ الستةِ على أستاذي ومولاي محمد مَظهر النَّانُوتوِي رحمه الله تعالى، بعضَها قراءةً عليه وبعضَها سَماعًا منه وبعضَها سَماعا عليه حين كان رحمه الله صدرَ المُدَرِّسِين في المدرسة المسمَّاةِ "بظاهر العلوم" الواقعة في سهارنفور -صانها الله تعالى عن الفتن والشرور- وهو قرأ شيئا منها على أستاذ الآفاق مولانا الشيخ محمد إسحاق الدهلوي ثم المهاجر المكي.

الإجازة من الشيخ عبد القيوم البدهانوي رحمه الله تعالى

ثم لما ساقني المقدورُ إلى بلدةِ بهوفال وتشرَّفتُ بحضرة مولانا الشيخ عبد القيوم بن مولانا الشيخ عبدالحيِّ البدهانوي رحمهما الله تعالى، اغتنمتُه وقرأتُ عليه صحيحَ البخاري والشمائلَ للترمذي والمسلسلاتِ للشاه وليِّ الله المحدث الدهلوي ومُسنَدَ الجنّ المسمَّى بالنَّوادر والدُرِّ الثمين له، وأجازني بكل ما كان يجوز له روايتُه وكَتَب لي الإجازة.

وهذا لفظها:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله محمد شفيع المذنبين وعلى آله الطاهرين، وصحبه الهادين أجمعين.

أما بعد فيقول عبد القيوم بن المولوي عبدالحي المرحوم: إنَّ أخًا لي في الله الصمد المولوي خليل أحمد قرأ عليَّ صحيح البخاري من أوله إلى آخره والشمائل للترمذي والمسلسلات للشاه ولي الله المحدث الدهلوي قدس سرّه ومسند الجن المسمى بالنوادر والدر الثمين له وأوراقا معدودة من صحيح مسلم وشيئا من مسند الدارمي، فقد أجزتُه أن يُحَدِّثَ عَنِّي بكلِّ مَا سَمِعَ مِنِّي أو قرأ عليَّ أو قُرِئَ عليَّ وهو حاضر، وأجزتُه أن يروِيَ عنِّي بكلِّ ما يجوزُ لي روايتُهُ مِن علمِ التفسيرِ والحديث والفقه وغيرها من العلوم والروايات، مثل المسلسل بالتمر والماء وحزب البحر، مع الرعاية التي كتبها الشيخ ولي الله رحمه الله تعالى في «القول الجميل».

وآخر دعوانا أن الحمد الله رب العالمين، اللّٰهُمَّ اجعلنا هادين مهديين.

آمين

مؤرخه ثامن شوال يوم الجمعة سنة ١٢٩٣ هـ ببلدة بهوفال بعد الزوال.

وكتبه

عبد القيوم بن المولوي عبد الحي

هو الحى القيوم

المرحوم الصديقي نسبا متوطن قصبة بودهانه

ضلع مظهر نكر نواح دهلي

وقد قرأت عليه الحديث المسلسل بالضيافة بالتمر والماء وأجازني به وأضافني بهما، وهو خارج عن رسالة «المسلسلات» للشاه ولي الله الدهلوي.

الإجازة من الشيخ أحمد دحلان المكي رحمه الله

أقول: وفي هذه السنة وفَّقَنِيَ اللّهُ تعالى للسفر لبيته الحرام فأجازني بها شيخُ العلماء ومفتي الشافعية بمكة المَحمِيَّةِ مولانا الشيخ أحمد دحلان مكاتبة ما لفظها:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

أما بعد: فقد استجازني الفاضل الشيخ خليل أحمد الأنبهتوي فأجزته لكل ما يجوز لي روايته ودرايته من منقول ومعقول، بشرطه الذي هو عند أهله معتبر ومقبول، وأخذت العلم عن كثير من المشايخ الثقات من أَجلِّهم خاتمة العلماء المحققين المرحوم بكرم الله تعالى سيدي وشيخي الشيخ عثمان بن حسن الدمياطي الشافعي الأزهري ثم المكي، وهو أخذ عن كثير من المشايخ الثقات من أَجلِّهم العلامة سيدي الشيخ محمد الأمير الكبير المالكي الأزهري والشيخ العلامة سيدي عبد الله الشرقاوي الشافعي الأزهري والعلامة سيدي الشيخ محمد الشنواني الشافعي الأزهري، وأسانيدهم مذكورة في أثبات موضحة مفردة بالتأليف .

وأوصي الشيخ المذكور بتقوى الله في السر والعلن، في ما ظهر وبطن، وأن لا ينساني من صالح دعواته في خلواته وحلواته، وأسأل الله أن ينفعه وينفع به، وأن يوفقني وإياه والمسلمين لما يحب ويرضاه في كل وقت وحين.

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم طلبة العلم بالمسجد الحرام

كثير الذنوب والآثام المرتجي من ربه الغفران

السيد أحمد بن زيني دحلان

مفتي الشافعية بمكة المحمية غفر الله له ولوالديه ومشايخه ومحبيه

المسلمين أجمعين

الإجازة من الشاه عبد الغني المجددي الدهلوي رحمه الله تعالى

ثم بعد أداء العمرة والحج، وقضاء النسك من العج والثج، حضرت العتبة الشريفة لسيد العالَمين واكتَحَلَت عَينَيَّ بغبارها، وأقمت عند سيدي ومولاي حضرة مولانا الحافظ الحاج عبد الغني المجددي الدهلوي رحمه الله تعالى وقرأت عليه أوائل الكتب الستة والحديث المسلسل بإجابة الدعاء عند الملتزم واستجزته فأجازني بها وبما كان له إجازة، وهذا لفظها:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله أولا وآخرا، والصلاة والسلام دائما وسرمدا، على من أرسل طيبا وطاهرا .

أما بعد: فيقول الملتجي إلى الحرم النبوي عبدالغني بن أبي سعيد المجددي - سامحهما الله بلطفه الخفي -: قد قرأ عليَّ من أوائل الكتب الستة مولانا الشيخ خليل أحمد وطلب مني إجازتها وإجازة بقية كتب الأحاديث والفقه والتفسير، فأجزته أن يروي عني ويجيز غيره ممن تأهل لهذا الفن الشريف، مع الشرائط المعتبرة عند علماء هذا الشأن، والله المستعان.

وصلى الله تعالى على سيد الإنس والجان عليه وعلى آله الصلاة والسلام الأمان الأكملان.

في المدينة المنورة سنة ١٢٩٩ هـ

عبد الغني

وأجازني بالحديث المسلسل بإجابة الدعاء في الملتزم وهو أيضا زائد على المسلسلات.

الإجازة من السيد أحمد البرزنجي رحمه الله

ثم قادني قائد التوفيق إلى زيارة حرم الله وحرم رسول الله ﷺ في المرة الثالثة سنة ثلاث وعشرين بعد ألف وثلثمائة وحضرت حضرة الشيخ الأوحد الأمجد حضرة الشيخ مفتي الشافعة بالمدينة المنورة السيد أحمد البرزنجي رحمه الله تعالى رحمة واسعة فاستجزته فأجازني مشافعة ومكاتبة، وهي هذه:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد الله الذي رفع دين الإسلام على سائر الأديان، وجعل شأنه عاليا بأصح سند وبرهان، وشيد أعلامه المشهورة الباهرة، وآثاره المعرفة المتواترة، حتى لم يبق ريب بين الأنام الخاص منهم والعام في أنه الحق المبين وحبل الله المتين، فطرب عند رواية أحاديثه الحسنة الأسماع، واعترف أرباب النقد الصحيح بقبول وصله والاتباع، واستفاض بنقل الثقات العدول الأثبات دلائل صدقه، وانكشف الغطا وبرح الخفا ببراهين حقه، فمن اهتدى بهديه إلى صراطه المستقيم فاز بالحظ الأوفى والخير العميم.

والصلاة والسلام الأكملان مددا الأوفران عددا على من أرسله الله على فترة من الرسل، نورا مبينا يهدي إلى أقوم السبيل، فكشف الغمة، وهدى الأمة، وأخرجهم من الظلمات إلى النور، وفتنة الشيطان الكفور، وعلى آله وصحبه الذين اقتفوا آثاره، وحفظوا سننه وآثاره، وكل تابع بإحسان، وحافظ للدين بالضبط والإتقان.

أما بعد: فإن أشرف مقامات العبد القرب من المعبود، والتحلي بصفة الحضور والشهود، وأعظم وسيلة إلى هذا المطلب النفيس الذي به تكون تزكية النفوس في القديم والحديث علم الإسناد والحديث، المشتمل على الحكمة التي من أُوتِيَهَا فقد أُوتِيَ خيرا كثيرا، وعلى هدي خير العباد الذي من اقتدى به فقد فاز فوزًا كبيرا.

فَمِن ثَمَّ توجهت هِمَّةُ صاحب الفضل والسماحة، والعلم والرجاحة، الهمام الأورع والشهم السميدع، الفائز من مدارك التقى بأوفر نصيب، والحائز من مسالك الهدى للسهم المصيب، ذي المجد الباذخ، والجد الشامخ، اللوذعي الكامل، والعلامة الفاضل، حضرة جناب الشيخ خليل أحمد حفظه الله الصمد، بلطفه المؤيد، لنيل هذه الطريقة المثلى، والسبق إلى تلك الغاية القصوى.

فطلب مني أن أجيزه بما رويناه سماعا وإجازة من الأسانيد المختارة الممتازة وتلقيناه من علماء هذا الشأن، وأسلافنا الصالحين وسائر الأعيان فلبَّينَا دعوتَه وأسرعنا إجابتَهُ، وأجزناه إجازة خاصة وعامة شاملة تامة بجميع مسموعاتنا ومروياتنا من الصحاح والحسان في المسانيد والسنن، العاصمة مَن رَعَاها حقَّ رعايتِها من الأهواء والفتن، وسائر المصنفات في العلوم الشرعية الأصلية والفرعية، ووسائلها من الفنون التي بها يتمُّ أدبُ الأديب، ويتطرز بأعلامها حُلَّة كل فاضل أديب، مما هو موضح في أسانيد مشايخنا الأعلام الكاشفين بنور التحقيق حجب الأوهام، عن وجوه

مخدرات هُنَّ مَقصُورات في الخيام، الذين منهم والدي العلامة المحقق الفهامة السيد إسماعيل عن والده العلامة السيد زين العابدين مفتي المذهب الحنفي والشافعي، مقنع القانع وشافي العيّ، عن والده جميل المآثر ذي الفضل الباهر السيد محمد الهادي، عن عمه الإمام العلامة السيد جعفر مؤلف المولد النبوي المنثور السائر في الآفاق المشهور، عن والده العلامة ابن فارض زمانه وجاحظ عصره وأوانه السيد حسن، عن والده العلامة الآمر بالمعروف والناهي عن المنكر السيد عبد الكريم المدفون بجدة المشهور بالمظلوم، عن والده الإمام الأوحد والعلم المفرد العلامة السيد محمد بن السيد عبد الرسول الحسيني الموسوي البرزنجي مجدد القرن الحادي عشر، ذي التصانيف السائرة سير المثل في البدو والحضر، وهو قد أخذ العلم عن جمع كثير وجم غفير، من أعيان العراق والشام، من كل نحرير وهمام

ح وعن والدي السيد إسماعيل المشار إليه، عن شيخ وقته الأستاذ المسند الشيخ صالح بن محمد الْفُلانِيِّ العمري، عن الشيخ المعمر المحقق المدقق محمد بن محمد بن سنّة العمري الفلاني، وعن غيره من أعيان عصره.

ح وعن شيخنا العلامة الحبر الهمام، الذي اتفق على جلالة قدره الخاص والعام، السيد أحمد بن زيني دحلان، عن شيخه العلامة رحلة أهل الشام الشيخ عبد الرحمن الكزبري والعلامة الشيخ عثمان الدمياطي.

ح وعن شيخنا العلامة السيد محمد الموافي الدمياطي نزيل طيبة، عن الأستاذين الجليلين الشيخ حسن العطار والشيخ إبراهيم الباجوري، وعن غير هؤلاء من أعيان عصرنا المتميزين وجهابذته المبرزين.

فأجزناه بجميع ما تلقيناه ورويناه وأجازنا به أشياخنا المذكورون وغيرهم، ووصيناه بالعمل والتقوى والإخلاص في العلن والنجوى، فإنما لكل امرىء ما نوى، بلغنا الله وإياه من الديانة أعلى النهاية، وأوفانا وإياه من الأمانة على كل غاية، ووفقنا جميعا لنصر الحق ونصح الخلق، ورزقنا سعادة الدارين، وشفاعة سيد الكونين عليه السلام.

وصلى الله على من بهرت آياته وظهرت معجزاته سيدنا محمد سيد المرسلين، وعلى آله الطيبين وصحبه أجمعين، والحمد لله رب العالمين.

البرزنجي
السيد أحمد

أمر بكتابته
مفتي الشافعية بالمدينة المنورة سابقا
السيد أحمد البرزنجي عفا الله عنه

مجموعة من أربعين حديثا من جوامع الكلم، رواها الإمام المحدث الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي على طريقة الأئمة السابقين بالسند المتصل عن طريق شيخه أبي طاهر المدني إلى علي بن أبي طالب رضي الله عنه

الأربعون

تأليف

مسند الهند الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي

المتوفى سنة ١١٧٦ هـ

مقدمة

الحمد لله بما هو أهله وكما ينبغي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأنَّ محمدًا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليما.

أما بعد،

فهذه أربعون حديثا للإمام المحدث مسند الهند الإمام الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي رحمهما الله رواها على طريقة الأئمة السابقين بالسند المتصل عن طريق شيخه أبي طاهر المدني إلى علي بن أبي طالب رضي الله عنه رغبة في بشارة الرسول ﷺ حيث قال: «من حفظ على أمتي أربعين حديثا من أمر دينها بعثه الله يوم القيامة في زمرة الفقهاء والعلماء». وفي رواية: «بعثه الله فقيهًا عالمًا». وفي رواية أبي الدرداء رضي الله عنه: «وكنت له يوم القيامة شافعا وشهيدا». وفي رواية ابن مسعود رضي الله عنه: قيل له: «ادخل من أيِّ أبواب الجنة شئت». وفي رواية ابن عمر رضي الله عنه: «كُتِب في زمرة العلماء وحشر في زمرة الشهداء». (٨١)

وسمعها شيخنا فضيلة المحدث الشيخ عبد القادر محمد متقي حفظه الله ورعاه سنة ١٣٧٧هـ من حافظ الحديث في زمانه الشيخ محمد عبد الله الدرخواستي رحمه الله وهو يرويها عن المحدثة أمة الله بنت المحدث الشيخ الشاه عبد الغني المجددي رحمهما الله، وهي تروي عن أبيه، وهو يروي عن

(٨١) «مقدمة الأربعين» للإمام النووي رحمه الله .

أبيه الشاه أبي سعيد المجددي وعن الشيخ المحدث محمد إسحاق رحمهما الله، كلاهما عن سراج الهند الشاه عبد العزيز الدهلوي، عن أبيه شيخ المشايخ مسند الهند الإمام الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي رحمهم الله أجمعين وسنده مذكور في بداية الرسالة.

حرره

أبو سهل محمد سعد بن رحمت الله عفا الله عنهما

بالمدينة المنورة

على صاحبها أزكى الصلوات وأتم التسليمات

١٤٤١/٤/٦

مرويات سيدنا علي ﵁

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

أما بعد الحمد والصلوة، فهذه أربعون حديثا مسندة بالسند الصحيح إلى النبي ﷺ مبانيها يسيرة ومعانيها كثيرة؛ ليدرسها راغب خير رجاء أن يدخل في زمرة العلماء لقوله عليه التحية والثناء: «من حفظ على أمتي أربعين حديثا في أمر دينها بعثه الله تعالى فقيها وكنتُ له يوم القيمة شافعا وشهيدا».

قال الفقير ولي الله -عفي عنه-: شافهني أبو الطاهر المدني عن أبيه الشيخ إبراهيم الكردي، أنا الإمام زين العابدين بن عبد القادر الطبري الحسيني المكي رحمه الله، إجازة عن والده محيي الدين عبد القادر بن محمد ابن يحيى بن مكرم، عن جده يحيى بن مكرم بن محمد محب الدين الأخير ابن محمد رضي الدين الأخير ابن محمد محب الدين الأوسط بن شهاب الدين أحمد بن رضي الدين الكبير ، عن جده المحب الأخير، عن عم أبيه الإمام أبي اليمن محمد، عن أبيه الشهاب أحمد، عن أبيه الإمام رضي الدين إبراهيم ابن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر بن علي ابن فارس الحسيني الطبري، قال: أخبرنا الثقة الصدوق أبو القاسم بن عبد الرحمن بن حرمي المكي في الحرم الشريف، أنا السيد الشريف بقية السادة بحَلَبَ فخر الدين أبو جعفر أحمد بن محمد بن جعفر الحسيني، أنا به الإمام سراج الدين محمد بن علي بن ياسر الأنصاري، عن السيد الفاضل

بقية السادة بِبَلخَ أبي محمد الحسن بن علي بن الحسين بن عبيد الله بن محمد ابن عبيد الله بن علي بن الحسن بن الحسين بن جعفر الحجة بن عبيد الله الأعرج بن الحسين الأصغر بن علي بن زين العابدين بن الحسين السبط بن علي -كرم الله وجهه ورضي الله تعالى عنهم – سماعا للأنصاري من لفظه سنة ٥٢٧هـ، ني والدي أبو الحسن علي بن أبي طالب الحسن سنة ٤٦٦ هـ، ني والدي أبو طالب الحسن النقيب سنة ٤٣٤ هـ، ني والدي أبو علي عبيد الله ابن محمد، ني والدي أبو الحسن محمد الزاهد، ني أبو علي والدي عبيد الله بن علي، ني والدي أبو القاسم علي ، ني والدي أبو محمد الحسن ، ني والدي الحسين وهو أول من دخل بلخَ من هذه الطائفة، ني والدي جعفر الملقب بالحجة، ني أبي عبيد الله -هو الأعرج- ني أبي الحسينُ هو الأصغر، ني أبي زين العابدين علي، ني أبي الحسينُ، ني أبي علي بن أبي طالب رضي الله عنه وعنهم، قال: قال رسول الله ﷺ:

(١) «لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ».

(٢) وبهذا الإسناد قال ﷺ: «الحَربُ خُدْعَةٌ».

(٣) وبه قال: «المسلِمُ مِرآة المسلم».

(٤) وبه قال: «المُستشَارُ مؤتَمَنٌ».

(٥) وبه قال: «الدَّالُّ على الخَيرِ كَفَاعِلِهِ».

(٦) وبه قال: «استعِيْنُوا عَلَى الحَوائج بالكِتْمَانِ».

(٧) وبه قال: «اتَّقوا النَّارَ ولوْ بشقِّ تمرةٍ».

(٨) وبه قال: «الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ».

(٩) وبه قال: «الحياءُ خيرٌ كلُّهُ».

(١٠) وبه قال: «عِدَةُ المُؤمن كَأَخذِ الكف».

(١١) وبه قال: «لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ».

(١٢) وبه قال: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا».

(١٣) وبه قال: «مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى».

(١٤) وبه قال: «الراجِعُ في هِبَتِهِ كالرَّاجِع في قَيئِهِ».

(١٥) وبه قال: «الْبَلَاءَ مُوَكَّلُ بِالْمَنْطِقِ».

(١٦) وبه قال: «النَّاسُ كَأَسْنَانِ الْمُشْطِ».

(١٧) وبه قال: «الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ».

(١٨) وبه قال: «وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ».

(١٩) وبه قال: «وإنَّ مِنَ الشعرِ لَحِكْمَةً، وإنَّ مِنَ البَيَانِ لَسِحْرًا».

(٢٠) وبه قال: «عَفْوُ المُلُوْكِ أبْقى لِلْمُلْكِ».

(٢١) وبه قال: «الْمَرْءُ مَعَ مَن أَحَبَّ».

(٢٢) وبه قال: «ما هَلَكَ امرءٌ عَرَفَ قَدْرَهُ».

(٢٣) وبه قال: «الولدُ للفراشِ وَلِلعَاهِرِ الحَجَرُ».

(٢٤) وبه قال: «الْيدُ العُليا خيرٌ منَ اليَدِ السُّفلى».

(٢٥) وبه قال: «لا يَشْكُرُ اللهَ من لا يَشْكُرُ النَّاسَ».

(٢٦) وبه قال: «حُبُّكَ الشَّيءَ يُعْمِي وُيصِمُّ».

(٢٧) وبه قال: «جُبِلَتِ القُلُوبُ على حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا وَبُغضِ مَن أَسَاءَ إِلَيْهَا».

(٢٨) وبه قال: «التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ».

(٢٩) وبه قال: «الشَّاهِدُ يرَى مَا لَا يرَى الْغَائِبُ».

(٣٠) وبه قال: «إِذَا جَاءَكُم كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ».

(٣١) وبه قال: «اليَمِينُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ».

(٣٢) وبه قال: «مَن قُتِلَ دونَ مالِهِ فهو شَهيدٌ».

(٣٣) وبه قال: «الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ».

(٣٤) وبه قال: «سَيِّدُ القَوْمِ خَادِمُهُمْ».

(٣٥) وبه قال: «خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا».

(٣٦) وبه قال: «كاد الْفَقْرُ أن يَكونَ كُفرًا».

(٣٧) وبه قال: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا يَوْمَ الْخَمِيسِ».

(٣٨) وبه قال: «السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنْ الْعَذَابِ».

(٣٩) وبه قال: «المجالسُ بالأمانَةِ».

(٤٠) وبه قال: «خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى».

***

قال النبي ﷺ: «نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها ثم أداها كما سمعها».

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين

رب اغفر وارحم أمة محمد ﷺ

عبد القادر محمد متقي عفا الله عنها

المدينة المنورة

إجازة الحديث الشريف [٨٢]

بسم الله الرحمن الرحيم

كفى بالمرء شرفا أن يكون في أدنى سلسلة

أعلاها اسم رسول الله صلى الله عليه وسلم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه حملة الدين المتين، وعلى من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

أما بعد: فإن أخي في الله المولوي ____________________

حضر لدي في دروس «**المنتقى من الفضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمين**ﷺ» واستجازني أن يرويه عني فأجزته بالشروط المعتبرة عند علماء هذا الشأن بروايته وبكل ما يصح لي وعني روايته عن مشايخي: منهم الشيخ المحدث **مولانا خير محمد الجالندهري** رحمه الله وقد قرأت عليه «صحيح البخاري» وهو يروي عن أستاذ المحدثين الشيخ محمد ياسين السرهندي رحمه الله عن قطب الأقطاب مولانا فضل الرحمن الكنج مراد آبادي رحمه الله عن حجة الإسلام مولانا الشاه عبد العزيز الدهلوي رحمه الله عن أبيه مسند الهند الشاه ولي الله الدهلوي قدس سره.

والشيخ المفتي محمد عبد الله الڈيروى الملتاني رحمه الله قرأت عليه «صحيح مسلم» وهو يروي عن صاحب أعلى الاسانيد الشيخ مولانا عبد

---

[٨٢] حرره أبو سهل محمد سعد رحمت الله عفي عنه.

الرحمن الأمروهي رحمه الله تلميذ الشيخ مولانا فضل الرحمن الكنج مراد آبادي رحمه الله.

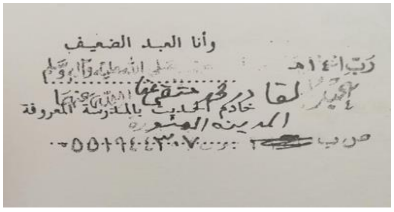
والشيخ العلامة محمد شريف الكشميري رحمه الله قرأت عليه «سنن الترمذي» وهو يروي عن شيخ المفسرين شمس الحق الأفغاني رحمه الله عن العلامة خاتمة المحدثين أنور شاه الكشميري رحمه الله وأسانيدهم معروفة.

وقد أجازني بـ «مسلسلات مسند الهند الشاه ولي الله الدهلوي قدس سره» أعني بها «الفضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمينﷺ» و«الدر الثمين في مبشرات النبي الأمين ﷺ» و«النوادر من أحاديث سيد الأوائل والأواخرﷺ» و«الأربعون» وغيرها وبرواية الحديثين المسلسلين وهما خارجان عن «الفضل المبين»: حديث الإضافة على الأسودين: التمر والماء، وحديث إجابة الدعاء عند الملتزم: **الشيخ رشيد الدين بن الشيخ حميد الدين** رحمهما الله تعالى بالمدينة المنورة وهو يرويها عن الشيخ الإمام المحدث محمد زكريا الكاندهلوي رحمه الله وأسانيده مذكورة في «مقدمة أوجز المسالك»، كما أجازني بها وبغيرها المحدث المفسر الشيخ **محمد عبد الله الدرخواستي** رحمه الله وهو يرويها عن المحدثة أمة الله بنت المحدث الشاه عبد الغني المجددي رحمهما الله، وهي تروي عن أبيها وهو يروي عن أبيه الشاه أبي سعيد المجددي وعن الشيخ المحدث محمد إسحاق رحمهما الله كلاهما عن سراج الهند الشاه عبد العزيز

الدهلوي رحمه الله عن شيخ المشايخ مسند الهند الإمام الشاه ولي الله بن عبد الرحيم المحدث الدهلوي رحمه الله ، وللمحدث الشيخ الشاه عبد الغني رحمه الله المجددي إجازة عن محدث الديار الحجازية الشيخ عابد السندي رحمهم الله أجمعين وأسانيدهم معروفة.

وأوصيه أن يتقي الله في السر والعلن وأن يجتنب البدع والمعاصي ما ظهر منها وما بطن، وأسأل الله تعالى أن يرضى عنا وعن أسلافنا ويوفقنا طول أعمارنا لخدمة حديث النبي الكريم صلى الله تعالى عليه وعلى آله وأصحابه وسلم ويُميتَنا على دينه ويحشرنا مع النبي الكريم صلى الله عليه وآله وسلم.

خاتم المجيز **حرر**



فہرست مضامین